فیضانِ نظر
فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

تالیف
ریاست علی مجددی

فیض عالم پبلیکیشنز
پیپلز کالونی گوجرانوالہ

حضور نبی کریم ﷺ...... صحابہ کرام...... اولیائے کرام اور چند دیگر
پہلوانوں کی کشتیوں کے مشہور واقعات کا دلچسپ مجموعہ

کُشتیاں

فیضانِ نظر

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

تالیف

ریاست علی مجددی

نام کتاب	کُشتیاں
تالیف	ریاست علی مجددی
کمپوزنگ	طاہر کمپوزنگ سنٹر کوٹ قاضی گوجرانوالہ
پروف ریڈنگ	حافظ لیاقت علی کوٹ قاضی گوجرانوالہ
باہتمام	زُنیر پہلوان پبلیکیشنز کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
تعداد	1100
صفحات	80
ہدیہ	50روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ و صراط مستقیم پبلی کیشنز گجرات
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / فیضان مدینہ سرائے عالمگیر
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / دارالقلم سرائے عالگیر
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین
مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر
جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
اویسی بُک سٹال گوجرانوالہ 0333-8173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	انتساب	5
2	عرضِ مؤلف	6
3	کُشتیاں	8
4	شہنشاہِ لولاک کا نامی گرامی عرب پہلوانوں کو پچھاڑنا	8
5	رُکانہ پہلوان کا غرور خاک میں مِلا دیا	11
6	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابوالاسود جمحی پہلوان کا چت ہونا	17
7	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑ دینا	18
8	شہزادگان حسنین کریمین علیہم السلام کی کشتی	20
9	امام علی زین العابدین علیہ السلام کا چیلنج	21
10	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو پچھاڑ دینا	22
11	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورکانہ رضی اللہ عنہ کی کشتی	23
12	کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوقِ جہاد کے لئے کشتی کرنا	25
13	حضرت ہشیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جن عورت سے مقابلہ	26
14	خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کشتی کے دوران سید کا ادب کرنا	27
15	خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کا شوقِ کشتی	41
16	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کی شاہ زوری	46

17 حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شاہی پہلوان سے زور آزمائی کرنا.. 46
18 خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سکھ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا. 49
19 پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عقیدت مند پہلوان 51
20 خواجہ سیّد غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور شوقِ کشتی.......... 52
21 سائیں علم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پہلوان کو چت کر دیا... 54
22 گاماں پہلوان کی پشت پر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک... 46
23 پہلوان سائیں امام دین ملتانیہ کو بابا بُلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی امداد. 59
24 شیرِ اہل سنت علامہ عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جن کی مرمت کرنا 61
25 شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کی مدد فرمائی........... 64
26 سکھ پہلوان کے مقابلے میں مسلمان پہلوان کی فتح......... 66
27 عابد اور شیطان کا مقابلہ........................ 67
28 کشتی کا مقابلہ اور بادشاہ کا قبولِ اسلام.............. 70
29 رُستم تے سہراب پہلوان دی داستان............. 71
30 فہرست المراجع والمصادر........................ 79

حُسنِ انتساب

اُن مُقدّس نُورانی اِیمان اَفروز لمحات کے نام جب

شاہِ لولاک...رسولِ پاک...سیدُ الابرار...محبوبِ پروردگار...شاہسوارِ براق...سرورِ کائنات

خزینۂ اسرارِ الٰہیہ...گنجینۂ انوارِ قدسیہ...خزینۂ معرفتِ الٰہی...آئینۂ جمال خوبروئی...برق سحابِ دلجوئی

زیب نجمِ گلستاں...گلِ ماہتاب باغِ رسالت ...جگر گوشۂ کانِ کرم...دستگیر درماندگانِ اُمم

نہر خیابانِ توحید...نورِ عینِ خورشید...سلسبیل باغِ جنت...آبِ حیاتِ رحمت...ساحل نجاتِ اُمّت

قبلۂ دیں...کعبۂ ایماں...شہنشاہِ دوجہاں...امامِ مرسلاں...شاہِ عرب وعجم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم **احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے

نامی گرامی پہلوان رُکانہ کو چاروں شانے گرا کر اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے

طالب شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجدّدی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۵ ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۱ھ ❖ ۲۰ فروری ۲۰۱۰ء
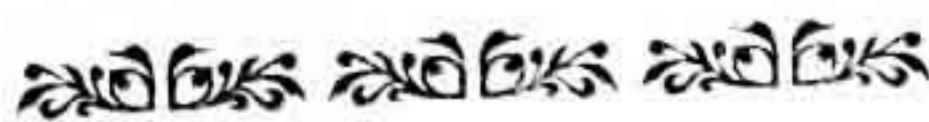
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ!

عرضِ مؤلف

ہر قسم کی حمد وثناء اُسی ذات پروردگارِ عالم ... مالکِ حقیقی ... حکیم وعلیم ... احکم الحاکمین، معبود ومسجودِ برحق ... ربِّ محمد ﷺ کے لئے جو مالکِ حقیقی ہے ... جس نے سب کو نقشِ ہستی عطا فرمایا، پانی پر زمین کا فرش اور فضا میں آسماں کا خیمہ لگایا ... جس کے قبضہءِ اختیار میں سب کچھ ہے ... اگر چاہے تو ایک لحمہ میں بادشاہ کو گداگر اور گداگر کو بادشاہ بنادے۔

پھر کروڑوں بلکہ کھربوں درود وسلام اس محبوبِ عالی وقار پر جو کمال ہی کمال ... جمال ہی جمال اور خیر ہی خیر ہیں ... جو آدم علیہ السلام کے وسیلہ ... نوح علیہ السلام کے ناخدا ... ابراہیم علیہ السلام کے مقصودِ دُعا ... اسماعیل علیہ السلام کے نورِ نظر ... موسیٰ علیہ السلام کے عنوانِ کلام ... یحییٰ علیہ السلام کے حاصلِ مناجات ... عیسیٰ علیہ السلام کے مُبشر ... سیدہ آمنہ علیہا السلام کے خواب کی تعبیر ... سید عبداللہ علیہ السلام کے دل کا درمان ... ربِّ کائنات کے محبوبِ اعظم ﷺ ... پوری انسانیت کے محسنِ اعظم ﷺ ... سارے عالمین کے لئے رحمتِ اعظم ﷺ ہیں۔

بے حد وحساب درود وسلام اُس ہادیٔ کائنات ... شفیعِ مُعظم ... نورِ مجسم احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو راحتِ خستہ دلاں ... چارۂ بے چارگاں کی شان لیکر ہم عاجزوں کے خستہ مقدروں کو سکندر بنانے کے لئے جلوہ گر ہوئے۔

راقم الحروف جب دورانِ سروس وزیر آباد سے تبدیل ہو کر 2007ء کو گوجرانوالا آیا تو اپنے محکمہ ورکس اینڈ سروسز (E.D.O. Works & Services Office) (پی۔ڈبلیو۔ڈی) کی ایک معروف اور قابل ترین شخصیت ... میرے محسن، محمد ظہیر خان صاحب ہیڈ کلرک (آف ایمن آباد) کے پاس بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا، اس کے خاص

(Main) دو فائدے ہوئے۔ ایک تو دفتری کام کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا ذکر ہوتا رہتا ہے، اس دوران گاہے بگاہے کئی صاحبِ دل بھی تشریف لاتے رہتے ہیں اور یہ اوقات مزید بابرکت ہو جاتے ہیں، سال 2008ء کے کسی روز کی بات ہے کہ ایک دن بندۂ ناچیز کو محترم خاں صاحب نے فرمایا کہ کوئی بات سناؤ تو اُس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی کشتی والا واقعہ اور ساتھ ہی امامین حسنین کریمین علیہم السلام کی کشتی والا واقعہ سنانے کا شرف حاصل ہوا۔ اُسی وقت دِل میں شوق پیدا ہوا کہ اولیائے کرام کے کشتیوں کے دلچسپ واقعات جو کہ مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اُن کو جمع کر دیا جائے۔ پھر اُسی دن سے اِس موضوع پر کام شروع کر دیا۔ پیر و مرشد کی نظرِ کرم اور والدین کی دُعاؤں اور بیٹی غلام زاہرا کے تعاون سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ اس ضمن میں چند واقعات عام پہلوانوں کے بھی آ گئے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں ہوں گے۔ اب یہ کوشش قارئین کے سامنے ہے۔ اُمید ہے کہ اِسے خوش دلی سے پسند فرمائیں گے۔ مزید گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی سقم نظر آئے، تو بجائے تنقید کے اصلاحی پہلو کے پیشِ نظر ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ محترم محمد ظہیر خاں صاحب نے کمال شفقت سے کمپیوٹر کے فن سے روشناس کرایا اور گھر میں چھوٹے بھائی ڈاکٹر شفاقت علی صاحب نے کمپیوٹر کی سہولت فراہم کر کے یہ ہنر سیکھنے میں مزید آسانی پیدا کر دی۔ اِس طرح تصنیف و تالیف کے لیے کمپوزنگ کی انتہائی اہم ضرورت بھی پوری ہو گئی۔ بندۂ ناچیز اِن تمام صاحبان کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے میرے لئے اتنی آسانیاں فراہم کیں۔ اللہ تعالیٰ اِنہیں دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

جن علماء و مشائخ کے کلام سے استفادہ کیا ہے اور جو محبت سے اس کا مطالعہ کریں گے دُعا ہے اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔ امین...

یا ربُّ العالمین، بجاہِ سیدُ المرسلین ﷺ

طالبِ شفاعت مصطفیٰ ﷺ

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۱ھ ❖ ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء

کشتیاں

شہنشاہ لولاک ﷺ کا نامی گرامی عرب پہلوانوں کو پچھاڑنا

ہمارے سوہنے اور پیارے نبی... باعثِ ایجادِ عالم... سرورِ انبیائے عالم... فخرِ موجودات... خلاصہ موجودات... واسطہ ہر فضل وکمال... مظہر ہر حسن و جمال... صاحب لولاک... افضل الخلائق... محبوبِ ربُّ العالمین... رحمۃ اللعالمین... خاتم النبیین... معدنِ علوم اوّلین والآخرین... سید الاوّلین والآخرین... حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ شہر مکہ معظمہ میں ۱۲ ربیع الاول شریف... عام الفیل... ۲۰ اپریل ۵۷۱ء... کو اس عالم دُنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے والد پاک کا نام مبارک حضرت سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور والدہ محترمہ کا نامِ اقدس سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب ہے۔ آپ ﷺ کے والد محترم آپ ﷺ کی اِس دُنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی انتقال فرما گئے اور مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ کچھ عرصہ آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ پھر والدہ محترمہ کے پاس آگئے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۶ سال کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئیں، اُم ایمن بھی ساتھ تھیں، واپسی پر راستے میں ابواء کے مقام پر آپ ﷺ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ اُم ایمن آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ آگئیں اور آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے حوالے کیا۔ جب عمر مبارک ۸ سال کی ہوئی تو دادا عبدالمطلب بھی انتقال فرما گئے

اور حسبِ وصیت آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب جو آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ماں جائے بھائی تھے، آپ کے کفیل ہوئے ❖ ۱۲ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا تجارتی سفر کیا ❖ ۲۵ سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ کی پہلی شادی مبارک سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی جن کی عمر اُس وقت ۴۰ سال تھی ❖ ۳۵ سال کی عمر مبارک میں خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو کے وقت حجرِ اسود آپ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق رکھا گیا ❖ ۶۱۰ء... ۴۰ سال کی عمر مبارک میں غارِ حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا ❖ ۴۳ سال کی عمر مبارک میں اعلانِ نبوت اور علی الاعلان تبلیغ دین کا آغاز کیا ❖ ۶۱۵ء... ۴۵ سال کی عمر مبارک میں مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جن میں آپ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے شوہر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ تقریباً ایک سال بعد آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور چند ہی دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے ❖ ۴۷ سال کی عمر مبارک میں شعب ابی طالب میں قیام فرمایا ❖ ۵۰ سال کی عمر مبارک میں وہاں سے رہائی ملی۔ اِسی سال ماہِ رمضان میں آپ ﷺ کے شفیق چچا حضرت ابوطالب انتقال فرما گئے اس کے تین دن بعد آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا انتقال فرما گئیں، اس لئے یہ عام الحزن یعنی غم کا سال کہلایا ❖ ۶۱۹ء میں آپ ﷺ طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر نخلہ کے مقام پر جن حاضر ہوئے اور ایمان لائے ❖ ۶۲۰ء میں مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج کے چھ آدمی عقبہ منیٰ کے نزدیک ایمان لائے، جہاں اب مسجدِ عقبہ ہے ❖ ۶۲۱ء... ۲۷ رجب المرجب آپ ﷺ کو معراج شریف ہوئی اور اُمت کے لئے پانچ نمازوں کا تحفہ ملا ❖ ۶۲۲ء... ۵۳ سال کی عمر مبارک میں آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی ❖ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء مطابق ۸ ربیع الاول کو قبا کے مقام پر پہنچے۔ مقام قبا پر اسلام کی پہلی مسجد تعمیر فرمائی، یہاں سے روانگی، مدینہ منورہ کے قریب نمازِ جمعہ فرض

ہوئی۔ اُس مقام پر آج مسجد جمعہ ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف آوری، مسجد نبوی کی تعمیر، اذان کی ابتداء، اِسی سال ہوئی ❖ ۶۲۴ء ... ۲ھ میں مسجد قبلتین میں تحویل قبلہ ۱۲/رجب کو رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور حق و باطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر ۱۷/ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک کو مقام بدر پر ہوا ❖ ۶۲۵ء ... ۳ھ کو حق و باطل کا دوسرا معرکہ غزوہ اُحد ماہ شوال میں ہوا ❖ ۶۲۷ء میں غزوہ احزاب جنگ خندق ہوا ❖ ۶۲۸ء میں بیعت رضوان صلح حدیبیہ ہوئی، شاہ حبشہ نے اِسلام قبول کر لیا ❖ ۶۲۸ء ... ۵۹/سال کی عمر مبارک میں والیانِ ملک کو دعوتِ اسلام دی۔ ❖ ۶۲۹ء میں غزوہ خیبر... غزوہ موتہ ... فتح مکہ ... غزوہ حنین وغیرہ ہوئے ❖ ۶۳۱ء میں غزوہ تبوک ہوا، منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو گرا کر جلا دیا گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا گیا۔ اہل یمن وملوک حمیر کے وفود حاضر ہو کر ایمان کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے وغیرہ ❖ ۶۳۲ء میں جہادِ روم کے لئے سریہ تیار فرمایا اور امیر حضرت اُسامہ بن زید کو مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ ذوالحجہ میں حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور تقریباً دو ماہ کے بعد ۱۹/صفر کو آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی، ۲۵/صفر کو ضعف بڑھ گیا، ۲۶/صفر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم ہوا۔ یکم ربیع الاول شریف ۱۱ھ مطابق مئی ۶۳۲ء بروز دوشنبہ تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ علیین قربِ ربُ العالمین واصل ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اَزواجِ مُطہرات:- اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ❖ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنتِ زمعہ ❖ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ❖ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ خزیمہ ❖ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی امیہ ❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ جحش ❖ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنتِ الحارث ❖ سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہ ❖ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ حیی بن اخطب ❖ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث ❖ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا۔

آپ ﷺ کی اولاد پاک:- تین صاحبزادے قاسم ❖ عبداللہ (طیب طاہر) ❖ ابراہیم علیہ السلام اور چار صاحبزادیاں سیدہ زینب علیہا السلام ❖ سیدہ رقیہ علیہا السلام ❖ سیدہ اُم کلثوم علیہا السلام ❖ سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ❖

....

سرکارِ دو عالم ﷺ نہ صرف روحانی طاقت میں سب پر فوقیت رکھتے تھے بلکہ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جسمانی طاقت میں بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے جس کا مظاہرہ کئی مواقع پر آپ ﷺ نے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جسمانی طور پر اتنا طاقتور بنایا تھا کہ عرب کا بڑے سے بڑا پہلوان بھی آپ کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا، اور وہ اقرار کرتا تھا کہ جو قوت آپ ﷺ کے جسم مبارک میں ہے وہ غالب و قادر پروردگار کی طرف سے عطا ہے۔ عرب کے مشہور پہلوانوں نے آپ ﷺ سے پنجہ آزمائی کی مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں بالکل لاغر کی طرح پچھاڑ دیئے گئے۔ روحانی طاقت کی طرح آپ جسمانی طاقت کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ دوسروں پر ہمیشہ غالب رہے۔

رُکانہ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا

رُکانہ عرب کا ایک مشہور پہلوان تھا۔ وہ مکہ کے مضافات میں کوہِ اضم کے دامن میں رہتا تھا۔ یہ بہت زیادہ طاقت ور، دلیر اور کشتی کے فن میں بڑا ماہر پہلوان تھا۔ اس نے شہر میں بہت خون خرابہ کیا تھا اور کسی کو اس سے آنکھیں چار کرنے کی جرأت نہ تھی۔ کیونکہ ہر شخص اس کی طاقت سے ڈرتا تھا۔ اُس کے پاس بکریوں کا ایک بہت بڑا ریوڑ تھا جس کو وہ وادیٔ اضم میں چرایا کرتا تھا۔ اُس کی وادی میں کسی کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی لوگ یہاں سے کترا کر نکل جاتے تاکہ رُکانہ پہلوان کا سامنا نہ ہو۔ بنو ہاشم سے اُس کی رشتہ داری بھی تھی۔ حافظ ابنِ کثیر نے اس کا نسب نامہ یوں نقل کیا

ہے......رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد مناف۔ بتوں کا وفادار تھا اور طاقتور چیتے کی طرح اپنی وادی میں کسی کے جانور نہ چرنے دیتا، اس کی طاقت اور شہ زوری کا بہت چرچا تھا، کفارِ مکہ کی سازشوں سے وہ بھی حضورﷺ کی مخالفت میں بہت سخت تھا۔ ایک دن حضور نبی کریمﷺ بلا خوف و خطر اُس وادی میں تشریف لے گئے تاکہ فریضۂ دعوتِ حق ادا فرمائیں۔ ادھر رکانہ بھی آنکلا اور وہاں آپﷺ سے مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ سرکارِ دو عالمﷺ اس وقت تنہا تھے۔ جب اُس نے حضور نبی کریمﷺ کو دیکھا تو موقع کو غنیمت جان کر بڑے رُعب و غرور سے کہنے لگا۔

"یَا مُحَمَّدُ! اَنْتَ الَّذِیْ تَشْتِمُ اٰلِهَتَنَا اللَّاتَ وَالْعُزّٰی"

"اے محمدﷺ! آپ ہی ہیں، جو ہمارے معبود (بتوں) لات وعزیٰ کو گالیاں دیتے ہیں؟"

اِس کے بعد اس نے مزید جارحانہ انداز میں کہا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ ہمارے معبودوں کو بے بس قرار دیتے ہیں اور اپنے معبود کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ اور تم لوگوں کو لات وعزیٰ کی عبادت سے ہٹا کر ایک خدا کی عبادت پر لگانا چاہتے ہو؟ اگر میرا آپ سے خاندانی و نسبی تعلق نہ ہوتا تو میں آپ کی زندگی کا چراغ بجھا دیتا، تاہم غنیمت ہے کہ آج تم میرے ہتھے چڑھ گئے ہو، اس لئے مقابلہ کئے بغیر واپس نہ جانے دوں گا۔ پھر اس نے حضورﷺ کو کشتی لڑنے کی دعوت دی اور کہنے لگا میں اپنے معبودوں سے مدد طلب کروں گا اور آپ اپنے رب کو پکاریں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں آپ کو دس بکریاں انعام دوں گا اور تمہیں اختیار ہوگا کہ دس بہترین بکریاں میرے ریوڑ سے انتخاب کرلو۔

سرکارِ دو عالمﷺ نے اُس کی اِس فرمائش کو منظور کرلیا اور رُکانہ کے مقابلے میں (جسے کشتی کے فن میں پورا کمال حاصل تھا) خدائے عزیز و مقتدر سے مدد مانگی۔ اس کے برعکس رُکانہ نے لات وعزیٰ کو پکار کر کہا کہ آج محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں میری مدد کرو۔ جب اُس سے کشتی ہوئی تو حضورﷺ نے اُسے آنِ واحد میں نہایت آسانی

سے زمین پر پٹخ دیا اور فوراً اُس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ اُسے چوٹ لگی اور بہت تکلیف ہوئی مگر ہٹ دھرمی سے اپنی شکست کو تسلیم نہ کیا۔

اُس کے بعد رُکانہ نے دوبارہ کشتی کرنے کی اِستدعا کی اور کہنے لگا: اگر اس دفعہ بھی آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو آپ کو اختیار ہو گا کہ میری بکریوں میں سے مزید دس بکریاں چھانٹ لیں۔ آپ ﷺ نے قبول کر لی۔ جب دوبارہ مقابلہ ہوا تو حضور ﷺ نے اُسے بے جان جسم کی طرح زمین پر بچھاڑ دیا۔ اَب کے بار پھر رُکانہ ہکا بکا رہ گیا کہ یہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا ''واقعی آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہے ورنہ کبھی ممکن نہ تھا کہ تجھ جیسا فنِ کشتی سے ناآشنا شخص اِس آسانی سے مجھے پچھاڑ لیتا، حقیقت یہ ہے کہ آج سے پہلے کبھی کسی نے میری پیٹھ نہیں لگائی تھی''۔

اس کے بعد رُکانہ بولا کہ آپ ازسرِنو یعنی تیسری مرتبہ مجھ سے کشتی لڑیں تا کہ میں پھر ایک مرتبہ اپنے دل کا اَرمان نکال لوں۔ اگر آپ اِس مرتبہ بھی مجھ پر غالب آ گئے تو آپ کو اختیار ہو گا کہ دس مزید بکریاں میرے ریوڑ میں سے انتخاب کر لیں۔ مگر وہ تیسری بار بھی زورِ نبوت کے سامنے ٹھہر نہ سکا اور آپ ﷺ نے اسے زمین پر شانوں کے بل چت بچھاڑ دیا۔

اس دفعہ اس کا ہوش ٹھکانے آ گیا اور جان گیا کہ یہ قوت واقعی ایسی ہے کہ جو عام شخص کی نہیں۔ نیز اس پر اس کے کفر کے تالے ٹوٹ گئے اور کہنے لگا۔

فَلَسْتَ الَّذِیْ فَعَلْتَ بِیْ ھٰذَا اِنَّمَا فَعَلَہٗ اِلٰھُکَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
وَخَذَلَنِی اللّٰتَ وَالْعُزّٰی

یہ سب کچھ آپ نے نہیں کیا بلکہ (آپ کی مدد کرتے ہوئے) آپ کے غالب وقادر اور حکیم رب نے کیا ہے اور میرے لات وعزیٰ نے مجھے رسوا کروا دیا۔

رُکانہ نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اپنی پسند کی تیس بکریاں لے لیں۔ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری ان بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں تو

صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اِس بات کا اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی بھی قابل عبادت نہیں اور میں اس کا رسول ﷺ ہوں۔ میں تو تجھے فقط اِسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مجھے پسند نہیں کہ تو آتش جہنم میں جائے، تو اِسلام قبول کرلے تو جہنم کی آگ سے محفوظ و سلامت رہے گا۔ اس نے کہا: جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہیں دکھاتے میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کو گواہ ٹھہراؤ کہ میری دعا سے اللہ نے تجھے کوئی نشانی دکھائی تو میری دعوت قبول کرلے گا۔ اس نے کہا: ''بے شک''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدعہدی تو نہیں کروگے؟''۔ وہ بولا: ''بالکل نہیں''۔

پاس ہی کیکر کا ایک بہت بڑا پیڑ (درخت) تھا جس کی شاخیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اللہ کے حکم سے میری طرف آ، تو اس درخت کے دو ٹکڑے ہوگئے اس کا ایک حصہ شاخوں سمیت نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ رُکانہ نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے عظیم نشانی دکھائی ہے۔ اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا تو کیا میری تصدیق کروگے؟''۔ رُکانہ نے کہا: ''اب مجھے آپ ﷺ کی بات مان لینے میں کوئی تامل نہ ہوگا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہیں بدعہدی کا مرتکب نہ ہونا''۔

آپ ﷺ نے درخت کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ درخت اپنی شاخوں سمیت واپس اپنے تنے کے ساتھ مل گیا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اب اسلام کے دائرے میں آجا، امن وسلامتی کے ساتھ رہے گا۔

رُکانہ نے کہا: اگرچہ آپ نے مجھے بہت بڑی نشانی دکھائی ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں کہ میں نے آپ کی دعوت خوف کی وجہ سے قبول کی ہے۔ حالانکہ آج تک کسی نے میرا پہلو زمین پر نہیں لگایا اور نہ میرے دل

میں خوف پیدا ہوا ہے۔ بس آپ اپنی بکریاں لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں جب کہ تو میری دعوت کو مانتا نہیں۔

''شواہد النبوت'' میں لکھا ہے کہ رُکانہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ قریش کو کیا کہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کہوں گا کہ تمھیں گرا لیا۔ کہنے لگا: مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہوگا اور کہنے لگا آپ اس واقعہ کو کسی اور طریقہ سے بیان فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: میں جھوٹ کیسے بولوں؟ رُکانہ نے پوچھا: کیا آپ ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی بھی نہیں۔ رُکانہ نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور مسلمان ہو گیا۔

يَا مُحَمَّدُ مَا وُضِعَ ظَهْرِي إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَكَ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْكَ، وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ

اے محمد ﷺ! آج تک کسی شخص نے میری پشت زمین پر نہیں لگائی تھی اور مجھے آپ سے زیادہ اور کوئی مبغوض نہ تھا لیکن اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے (سچے) رسول ہیں

تاج المذکرین میں آیا ہے کہ جس وقت آپ ﷺ نے تین بار گرایا تو رُکانہ کہنے لگا مجھے نبوت کی قوت کے بغیر کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی تھی کیونکہ آج تک کوئی شخص میری پشت نہیں لگا سکا، اب میرے سینے سے اُٹھو اور اس درخت کو ادھر آنے کا حکم دو کہ وہ آپ ﷺ کو سجدہ کرے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی کر دکھایا درخت نے سجدہ کیا اور زبانِ حال سے کہنے لگا

:انت واجعلنا حقا طعبی لمن حمدك وويل لمن اهك:

اسی وقت رکانہ ایمان لے آیا اور کہنے لگا: میری بکریوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپسی کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلاش کرتے کرتے آ نکلے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور یہ بات مشہور و معروف تھی کہ وہ رُکانہ کی وادی ہے۔ جہاں کوئی غلطی سے بھی قدم نہ رکھ سکتا۔ لہٰذا وہ دونوں تلاش میں نکلے انہیں خوف تھا کہ کہیں رکانہ آپ کے مقابل آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید نہ کر دے پس وہ ہر چوٹی پر چڑھے اور نیچے جھانک کر دیکھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس وادی کی طرف کیسے تنہا نکل آئے۔ جب کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ رُکانہ کی وادی ہے اور وہ زبردست پہلوان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: وہ میری طرف نہیں آ سکتا تھا کیونکہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ پھر ان دونوں کو سارا ماجرا سنایا۔ انہیں انتہائی تعجب ہوا، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے رُکانہ کو پچھاڑا ہے؟ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس کا تو کبھی کسی انسان نے پہلو تک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ سے دُعا کی تھی اور اُس نے میری مدد فرمائی۔

اس کے بعد رُکانہ قریش کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہنے لگا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ؛ وہ رسولِ خدا ہیں۔

﴿ ابوداؤد: ۲/ ۲۰۹ ❖ دلائل النبوۃ: ۱/ ۲۴۵ ❖ الخصائص الکبریٰ: ❖ الاصابہ: ۲/ ۱۶۵ ﴾
﴿ حجۃ اللہ علی العلمین: ۲۸۷ ❖ معارج النبوۃ: ۶۰۴ ❖ اُسد الغابہ: ۸۷۷/ از علامہ ابنِ اثیر ﴾
﴿ ❖ البدایہ والنھایہ: ۱۰۴ ❖ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از ابن ہشام: ۲/ ۲۳۵ ❖ ﴾

اِک نام ارکانہ پہلوان مکے کافر نامی جوان کہاوندا اے
اوہدی کسے نہ کدی بھی کنڈ لائی فتح دنگلاں دے وچہ پاوندا اے
اک دِن جنگل تھیں گذرے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اگے اِجڑ ارکانہ چرانوندا اے
آکھے اج اکلڑا ہتھ آیا ساڈے بتاں نوں جھڑا ڈراوندا اے

پڑھ لے کلمہ ارکانیاں ہو سِدّھا کملی والا بے دھڑک فرماوندا اے
اگوں کہیا ارکانہ نے لڑو کُشتی نعرہ مار ونگار بلاوندا اے
اللہ اکبر سرکار کر دھرن پٹھا دوجی وار مڑ اُٹھ کے آوندا اے
تن وار ارکانے دی کنڈ لگی پریشان حیران ہو جاوندا اے
اے ارکانہ ہو جا مسلمان صِدقوں اگوں شرط ارکانہ ٹھہراوندا اے
اوہ رُکھ سمرہ آجائے کول ٹر کے کلمہ پڑھاں گا پک پکاوندا اے
اوسے وقت اشارے حضور ﷺ دے تھیں رُکھ آکے ادب بجاوندا اے
وت کہیا ارکانے مُن جائے اوتھے اوسے جگہ تے وت سہاوندا اے
کلمہ بول ارکانے نے دین آندا دِلوں منوں غلام کہاوندا اے
دائمؔ شاہ عربی پہلوان کولوں بھاگاں والڑا کنڈ لواوندا اے

﴿ کمبل پوش: ااا راز دائم اقبال دائمؔ ﴾

آپ ﷺ کے سامنے ابوالاسود جمحی پہلوان کا چت ہونا

مؤرخ حضرات نے ابوالاسود جمحی کو بھی نامور عرب کے پہلوانوں میں سے شمار کیا ہے۔علاقہ کے تمام پہلوان اس سے مرعوب تھے۔اس میں جسمانی طاقت اس قدر تھی کہ وہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا اور دس پہلوان گائے کی کھال کو کھینچتے تھے،مگر کھال کو اس کے پاؤں کے نیچے سے کھینچنے میں ناکام رہتے اگرچہ وہ اس قدر قوت لگاتے کہ اس سے کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی مگر اُس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکالی جا سکتی تھی۔ایک روز اس نے اپنی طاقت پر گھمنڈ کرتے ہوئے حضور ﷺ کو مقابلے کی دعوت دی۔﴿اِنْ صَرَعْتَنِیْ اٰمَنْتُ بِکَ﴾ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔آپ ﷺ نے اس کی مبارزت کو قبول کیا اور میدان میں اُتر پڑے۔جب کُشتی شروع ہوئی تو آپ ﷺ نے آسانی کے ساتھ اُسے زمین پر دے

مارا اور وہ چت ہو گیا۔ اُسے شکست ہو گئی۔ مگر وہ بد نصیب تھا۔ اپنے وعدے سے مکر گیا اور انکار کر کے ایمان سے محروم ہی رہا۔

﴿مواہب الدنیہ: ۳۶۵/۲ ❖ توصیفِ رسول ﷺ: ۱۳۲ ❖ اوصاف رسول ﷺ: ۲۵۴﴾

عرب کے ایک بہادر پہلوان نے حضور ﷺ کو للکارا کہ میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ ﷺ نے مجھے گرا لیا تو مجھے قتل کر دینا اور اگر میں کامیاب ہو گیا تو آپ کے فتنہ سے لوگوں کو بچا لوں گا۔ اس شرط پر کشتی لڑی گئی۔ حضور ﷺ نے اسے دو بار چاروں شانے چت گرایا، لیکن وہ ہر بار معافی مانگ لیتا اور حضور ﷺ اُسے معاف فرما دیتے۔ تیسری بار اس نے بے خبری میں حضور ﷺ کے پاؤں کو کھینچا۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو مطلع کر دیا کہ یہ غدار اب مقابلہ کی بجائے دھوکے سے کام لینے لگا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اب کشتی کی بجائے دھوکہ دہی پر آ گئے ہو۔ کہنے لگا: آپ کو کیسے پتہ چلا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے اللہ نے آگاہ کیا ہے۔ وہ اسی وقت مقابلہ چھوڑ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آ گیا۔

﴿❖ معارج النبوۃ: ۶۱۳/۲ ❖﴾

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ انبیاء علیہم السلام دُنیا میں کشتی لڑنے نہیں آتے، وہ تو دُنیا میں علم لے کر آتے ہیں جس کی روشنی میں وہ لوگوں کو اللہ کی توحید اور اپنی نبوت کا لوہا منواتے ہیں۔ لیکن نبوت کی جانچ اور پرکھ کے لیے ہر شخص کا ایک ذہنی معیار ہوتا ہے۔ رکانہ اور ابوالاسود چونکہ پہلوان تھے لہٰذا ان کے ہاں نبوت کو پرکھنے کا معیار یہی تھا کہ جو انہیں پچھاڑ دے وہ واقعی نبی ہو گا کیونکہ ان کے اپنے ذہنی معیار کے مطابق کوئی غیر نبی انہیں پچھاڑ نہیں سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ کوئی جہنم میں نہ جائے، اسی لیے آپ ﷺ ان پہلوانوں کے چیلنجوں کو قبول کرتے رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑ دینا

مینارِ استقامت ... ماہِ فلکِ عدالت ... آسمانِ جلالت ...صاحب فراست ... پیکرِ شرافت ... تصویرِ اخوت ... تفسیر محبت ... حسنِ خلافت ... شہریارِ جہانِ سطوت ... تابشِ چہرۂ دیں ... امیر المؤمنین ... خلیفہء رسالت مآب ... ابوحفص سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی اسمِ گرامی عمر بن خطاب ... کنیت ابوحفص ... اور لقب فاروق تھا۔ اپنی بہن، بہنوئی کی وساطت سے ایمان قبول کیا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کے حق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان لانے کی دُعا بھی فرمائی تھی جو پوری ہوئی۔ اس طرح آپ مرادِ رسول ہیں۔ چالیسویں نمبر پر آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے اسلام لانے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوشی ہوئی، اور راحت ملی۔ مسلمانوں کو آزادی میسر آئی اور مشرکین مکہ کی کمر ٹوٹ گئی، چھپ کر عبادت کرنے والے سایہء دیوارِ کعبہ میں مصروف عبادت نظر آنے لگے۔ عرشِ بریں کے فرشتوں نے نعرے بلند کئے۔ جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں مبارک باد پیش کی۔ آپ وہ رجلِ عظیم ہیں جن کا نام سُن کر بڑے بڑے سلاطین کے دل دہل جاتے ہیں اور جن کے تصور سے نامور پہلوانوں کے جسموں میں جھرجھری اور تھرتھراہٹ پیدا ہو جاتی ہے، بادشاہوں کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے اور طاغوتی طاقتیں کانپ اُٹھتیں۔ آپ وہ باکمال اور پر جلال ہستی ہیں جن کے سائے سے شیطانِ رجیم دُور بھاگتا ہے اور جن کے چہرے کے رُعب کی ضیاء سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔ ہر موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپ کی ایک بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کی خلافت کا دور تاریخ اسلام میں ایک سنہری دور ہے۔ جس کا اعتراف غیر مسلم ان الفاظ میں کرتے نظر آتے ہیں کہ اگر اسلام کے دامن میں ایک عمر اور ہوتا تو دُنیا میں اسلام ہی اسلام ہوتا۔ آپ کا عدلِ فاروقی مشہور ہے۔ بالآخر ۲۳ھ ۲۳/ذوالحجہ نماز صبح

میں ابولوء لوء فیروز نے خنجر کے وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ۶۳ رسال کی عمر میں تقریباً ساڑھے دس سال خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد یکم محرم الحرام کو اپنی خواہش کے مطابق شہید ہو گئے۔

....

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ، شیطان جن سے ملے اور اس سے کشتی کی، خوب مقابلہ ہوا۔ بالآخر اُسے صحابی رضی اللہ عنہ نے پچھاڑ دیا۔ تو شیطان نے کہا: تم مجھے چھوڑ دو میں ایسی عجیب بات بتاتا ہوں جس کو تم پسند کرو گے۔ تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا: نہیں بتاؤں گا۔ جن نے کہا: دوبارہ لڑ۔ صحابی رضی اللہ عنہ اُس سے دوبارہ لڑے اور اُسے پھر پچھاڑ دیا اور اُس سے صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے پتلا دبلا رنگلا ہوا پاتا ہوں۔ تیرے دونوں ہاتھ بچھڑے جیسے ہیں، کیا اے جنوں کی جماعت تم سب اسی طرح پر ہوتے ہو یا تو ہی اس طرح پر ہے؟ اس نے کہا یہ بات نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں ان سب میں جسی ہوں لیکن مجھ سے سہ بارہ لڑ، اگر تو نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تجھے ایسی شئے سکھاؤں گا۔ جو تجھے نفع دے گی۔ چنانچہ اس سے سہ بارہ لڑے اور اسے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر سوار ہو کر بیٹھ گئے اور اس کے انگوٹھے کو پکڑ کر چبایا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک تو بتلائے گا نہیں میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ تو اس نے کہا تو آیۃ الکرسی پڑھتا ہے؟ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، اُس نے کہا: تو جب کسی گھر میں اس کو پڑھے گا تو شیطان اس گھر سے اِس طرح گوز مارتا ہوا بھاگے گا جس طرح گدھا گوز مارتا ہے (ریح خارج کرنا) اس گھر میں صبح تک شیطان داخل نہ ہو گا۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے پوچھا اے ابوعبدالرحمن! اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ کون صحابی رضی اللہ عنہ تھے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ (طبرانی شریف) ﴿جن اور شیاطین کی دنیا: ۱۹۶ ❖ تاریخ جنات اور شیاطین: ۲۰۷﴾

شہزادگان حسنین کریمین علیہم السلام کی کشتی

آپ شہزادگان امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر... مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فرزند دلبند ہیں... سید السادات... سراپائے کمالات... صاحب کرمات... چشمہء شرافت... آفتابِ سخاوت، مہتاب امامت... امام شریعت وطریقت... واقفِ رموز حقیقت... غواصِ بحر معرفت... مینارِ شجاعت... حسنِ ہدایت... عکس جمال مصطفیٰ... پرتوِ شیرِ خدا... نورِ چشمِ خیر النساء... حضرت امیر المومنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک ۳ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور سید الشہداء... راکب دوش مصطفیٰ... شہسوارِ کربلا... شہزادۂ گلگوں قبا... نواسہء رسول امام الانبیاء... نورِ جانِ خیر النساء... پرتو شجاعتِ مرتضیٰ... اور برادرِ حسن مجتبیٰ... تابشِ رُوئے شہادت... کوکبِ فلکِ نبوّت... شناورِ بحرِ شریعت... علمدارِ عرصہء طریقت... امامِ عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں شہزادے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ سخی باپ کے سخی بیٹے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پیارے ہیں۔ آپ کی شان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار فرمان عالی شان موجود ہیں۔ دونوں کو ہی شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو کسی ظالم نے زہر دے دیا بالآخر آپ پچاس ہجری، پانچ ربیع الاوّل شریف کو وفات پائی۔ زہر کے ذریعے شہید کیا گیا اور آپ جنت البقیع میں اپنی امی جان کے قدموں میں دفن ہوئے، امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظالم یزیدیوں نے ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو میدان کربلا میں بڑی بے دردی سے شہید کردیا۔ آپ کا روضہ اقدس مقام کربلا میں مرجع خلائق، زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

....

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کشتی لڑ رہے تھے۔

....

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے ھِنَّ یا حَسَنُ۔ یعنی اے حسن ہمت ولگن سے کشتی لڑو (مطلب امام حسن رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرمانا تھا) سیدہ فاطمہ زاہراء بتول رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) --لِمَ تَقُوْلُ ھِنَّ یَا حَسَنَ- آپ ایسا کیوں فرمارہے ہیں۔ (یعنی آپ حسن رضی اللہ عنہ کی ہمت بڑھا رہے ہیں، جبکہ حسن رضی اللہ عنہ بڑے اور حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے ہیں، ان کی ہمت بڑھانی چاہیے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-- اِنَّ جِبْرِیْلُ علیہ السلام یَقُوْلُ ھُنَّ یا حُسَیْنُ-- بے شک جبریل علیہ السلام -ھِنَّ یا حُسَیْنُ کہہ رہے ہیں۔ (یعنی جبریل علیہ السلام ، حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ان کی ہمت بندھا رہے ہیں۔

{ذخائر العقبیٰ: ۱۳۴ * آل رسول: ۴۴/۲ * نور الابصار: ۱۱۴ * تذکرہ شہادت ۱۱۳ * روضۃ الشہداء: ۴۴/۲}

امام علی زین العابدین علیہ السلام کا چیلنج

امام المحدثین... استاد المفسرین... سید الاتقیاء... زبدۃ العارفین... اسیر کرب و بلا سید امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن امام حسین رضی اللہ عنہ آپ صاحب علم و فراست... آسمان ولایت کے درخشندہ ستارے... اور تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے، آپ نے زندگی میں بے حد مصائب و آلام برداشت کیے۔ سخی باپ کے سخی بیٹے اور عابدوں کی زینت تھے۔ قطب العالمین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال پُر ملال ۲۵ محرم الحرام ۹۴ھ مدینہ منورہ میں ہوا، آپ جنت البقیع میں اپنے چچا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

....

جب آپ قید کی صورت میں دمشق شہر یزید لعنتی کے پاس پہنچے تو اُس نے آپ علیہ السلام کو قریب اپنے بیٹے کے پہلو میں بٹھا کر کہا: اے علی علیہ السلام! آپ میرے بیٹے کے ہم عمر ہیں کیا اسکے ساتھ کشتی لڑو گے؟

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: کشتی آسان کام ہے، ہم دونوں کو ہاتھ میں خنجر پکڑا دے تا کہ ہم تیرے سامنے جنگ کا مظاہرہ کریں اور جو غالب آجائے وہ مغلوب کو قتل کردے۔ {روضۃ الشہداء: ۴۲۸/۲}

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو پچھاڑ دینا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شمار اولین ایمان لانے والوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد محترم اور والدہ سب مسلمان تھے۔ والدہ کا نام سمیہ بنت خیاط تھا۔ آپ کے ایمان کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمار ایمان سے اپنے مشاش تک بھرے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کر نماز پڑھی، وہ عمار بن یاسر ہیں۔ آپ کے ایمان کا پتہ لگتے ہی کفار نے ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ برہنہ ریت پر لٹایا جاتا۔ آپ کی والدہ محترمہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اکثر بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے اور دوپہر کے وقت لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے۔ سورج آگ برساتا اور پاؤں ریت شعلوں کی سی حدت اگلتی۔ زرہ کا لوہا آگ کا روپ دھار لیتا اور آپ اس عذاب سے تڑپنے لگ جاتیں۔ کئی باران کے سر پر آگ کے انگارے رکھے جاتے، ان تمام مصائب کے باوجود آپ ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ اخیر ابو جہل لعین نے آپ کو ٹانگوں کو اونٹوں سے باندھ دیا اور ظالم نے تیر مارتے ہوئے اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑا دیا جس سے آپ کا جسم چر گیا۔ شہادت کے وقت بھی آپ کے لبوں پر توحید کی عظمت اور رسالت کی تصدیق کے الفاظ تھے۔ اس طرح آپ پہلی شہیدہ ہیں جنہوں نے اپنی جان اسلام کی خاطر راہِ خدا میں دے دی۔

حضرت عمار بن یاسر نے ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً تمام غزوات میں شرکت فرمائی بالآخر جنگِ صفین میں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

....

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انسانوں سے بھی جنگ کی ہے اور جن سے بھی۔ سوال کیا گیا؟ کہ آپ نے جن وانس

سے کس طرح قتال کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک منزل میں اُترے اور میں نے پانی لانے کے لیے اپنا ڈول اور مشکیزہ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانی پر تمھارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمھیں پانی لینے سے منع کریگا۔ جب میں کنویں پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کالے رنگ کا آدمی ہے، اُس کالے آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم آج تم اس میں سے ایک ڈول بھی نہیں بھر سکتے۔ اس پر اس نے مجھے پکڑا اور لڑنے پر تیار ہوا پھر میں نے تین مرتبہ اُسے پچھاڑ دیا۔ "جس وقت آپ کی کشتی ہو رہی تھی حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مجلس میں صحابہ کو بتا دیا تھا کہ آج عمار نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑ دیا ہے"۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ایک پتھر لیکر اسکے چہرہ اور ناک کو توڑ دیا۔ پھر اپنا مشکیزہ بھر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور پورا قصہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون تھا (جسے تم نے پچھاڑا) میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے قتل کر دیتا، لیکن میں نے چاہا کہ اس کی ناک اپنے دانتوں سے کاٹ لوں، لیکن اس کی بدبو کی وجہ سے میں ایسا نہ کرسکا۔

(شیطان سے حفاظت: ۱۵۵ ❖ تاریخ جنات و شیاطین: ۱۶۳ ❖ خصائص کبریٰ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورکانہ رضی اللہ عنہ کی کشتی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن، والد کا نام ابوسفیان، نسبی لحاظ سے حضور ﷺ کے قرابت دار تھے کیونکہ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ اس لحاظ سے مولانا روم نے مثنوی شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تمام مومنوں کا ماموں فرمایا ہے۔ آپ کی ولادت شہر مکہ مکرمہ میں ظہور نبوت سے آٹھ سال پہلے ہوئی۔ صلح

حدیبیہ کے دن ۷ھ میں اسلام لائے، مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رکھا پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی چھ ماہ خلافت کے بعد تمام مملکت اسلامیہ کے امیر مقرر ہوئے۔ ملک شام کو دارالخلافت بنایا اخیر عمر تک اس عہدے پر فائز رہے۔ آپ کی وفات ۶۰ھ میں ۷۸ رسال کی عمر میں ہوئی۔

....

۲۲ ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قمر الملت والدین خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابو رکانہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ ایمان لانے سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اگر آپ برحق ہیں۔ تو میرے ساتھ کشتی کریں، اگر آپ نے مجھے پچھاڑ لیا تو میں آپ پر ایمان لاؤں گا ۔ حضرت ابو رکانہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے جرأت مند اور مشہور پہلوان تھے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی اپنی آستینیں چڑھالیں اور فرمایا: میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں میرے ساتھ کشتی کر، اگر مجھے پچھاڑ لے گا تو تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے مقابلے کے پہلوان نہ تھے بلکہ کشتی کے ہنر سے ناآشنا تھے، صرف جذبہ ایمانی نے اِس پر برانگیختہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور کی طرف دیکھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی، خدایا! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو دشمن پر غالب فرما۔ جب کشتی شروع ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابو رکانہ رضی اللہ عنہ کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ ابو رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس دفعہ میرا پاؤں پھسل گیا، لہٰذا دوبارہ کشتی کروں گا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اِسی طرح آنِ واحد میں گرادیا۔ ابو رکانہ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سہ بارہ اسے بچھاڑ دیا۔ اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ اس وقت ابو رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یقین ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہیں گرایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا کام ہے۔ اور کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف با اسلام ہو گئے۔ (انوار قمریہ: ۱۴۶)

کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوقِ جہاد کے لئے کشتی کرنا

انبیاء و رسل کے قائدِ اعظم حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ اُحد کے موقع پر جب مدینہ منورہ سے اُحد کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ سکب نامی گھوڑے پر سوار، گلے میں کمان آویزاں، دست مبارک میں نیزہ۔ اسلام کے جاں فروش مسلح سپاہی ساتھ۔ ان میں سو زرہ پوش ہیں۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ مرکب ہمایوں کے آگے آگے دوڑتے جا رہے ہیں۔ مجاہدین اپنے آقا کے دائیں بائیں حلقہ بنائے چاک و چوبند شیروں کی طرح رواں دواں ہیں۔ راستہ میں دو ٹیلوں کے پاس سے گزر ہوا۔ جنہیں شیخین کہا جاتا تھا۔ یہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکرِ اسلام کا جائزہ لیا، جو کمسن تھے انہیں واپس بھیج دیا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سترہ ایسے نوجوان تھے جن کی عمریں ۱۴ سال سے کم تھیں انہیں واپس کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک کا نام سعید بن حبتہ تھا۔ جنگِ اُحد میں یہ کمسنی کی وجہ سے انہیں حصہ لینے کی اجازت نہ ملی۔ لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر اُن کی عمر پوری ہو گئی تھی۔ یہ شامل ہوئے اور خوب خوب دادِ شجاعت دی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس نوخیز نوجوان کو یوں جان کی بازی لگا کر لڑتے دیکھا تو اُنہیں اپنے پاس بُلایا، اُن کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور اُن کے لیے اُن کی نسل کے لیے اور اولاد میں برکت کی دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس دُعا کو یوں شرفِ قبولیت سے نوازا مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ چالیس بھتیجوں کے چچا تھے، چالیس بھائیوں کے بھائی تھے اور بیس بیٹوں کے باپ تھے۔ اُنہی کی اولاد میں سے اسلام کا وہ جلیل القدر فرزند پیدا ہوا جس نے اپنے علمی کارناموں سے دنیائے اسلام بلکہ دنیائے علم کے گوشہ گوشہ کو منور کر دیا۔ وہ ہیں امام ابو یوسف جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد اور امیر المؤمنین ہارون الرشید کے عہد میں اسلامی مملکت کے قاضی القضاۃ تھے۔ (سبل الہدیٰ: ۴/۲۷۸)

ایک دوسرے نوجوان رافع بن خدیج تھے کمسنی کی وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا۔لیکن جب عرض کی گئی یہ ماہر تیرانداز ہے تو حضور ﷺ نے انہیں قبول کرلیا۔ سمرہ بن جندب کو بھی کم عمری کی وجہ سے جہاد میں شرکت کی اجازت نہیں ملی تھی انہیں جب پتہ چلا کہ رافع کو اجازت مل گئی ہے۔تو اس نے اپنے سوتیلے باپ مُرّی بن سنان سے جا کر کہا کہ رافع کو حضور ﷺ نے اجازت دے دی ہے۔میں اُس سے زیادہ طاقتور ہوں۔مجھے بھی اجازت ملنی چاہیے۔بیشک مجھے اس سے کشتی لڑالیں۔اگر میں اس کو پچھاڑ لوں تو پھر مجھے لڑائی میں شرکت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے۔چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں کو طلب فرمایا اور انہیں کشتی لڑنے کا حکم دیا۔سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف کو پچھاڑ دیا۔رحمتِ عالم ﷺ نے اُن کو بھی جہاد میں شمولیت کی اجازت فرمادی۔

جب تک قوم کے نوعمر بچوں میں شوقِ شہادت کا یہ عالم تھا۔قیصر و کسریٰ کے تاج وتخت اُن کے قدموں کو چومتے رہے اور جب سے یہ جذبہ سرد ہوگیا، زمانہ بدل گیا۔ گردش روزگار بدل گئی۔

❖ ضیاء النبی ﷺ: ۳/۴۶۸/از پیر محمد کرم شاہ الازہری ❖

❖ تاریخ الخمیس: ۱/۴۲۲، بحوالہ سیرۃ الرسول ﷺ: ۶/۳۴۲/از ڈاکٹر محمد طاہر القادری ❖
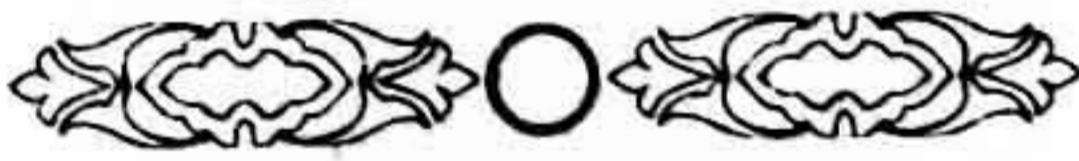
خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا کشتی کے دوران سید کا ادب کرنا

رئیس العلماء، امیر الاولیاء، قائد اوتاد، شیخ وقت، شیخ طریقت، امام شریعت، مرجع مطلع سعادت و انوار، بحر حقائق و اسرار، پیشوائے اہل حقیقت، سید الطائفہ، طاؤس العلماء، ابوالقاسم حضرت شیخ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مقدسہ ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون الرشید کے دور خلافت میں بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام محمد ابن جنید قواریری تھا۔ آپ کے والد محترم آئینہ سازی اور شیشہ گری کے آلات کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور ایران کے شہر نہاوند کے رہنے والے تھے نہاوند سے ہجرت کر کے بغداد شریف میں اپنا مسکن بنالیا تھا اور اپنا کاروبار بھی یہیں پر شروع کر لیا تھا۔ کچھ دیر آپ نے اپنے ولد محترم کے ساتھ کاروبار کیا پھر اپنے ماموں حضرت خواجہ سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اور صحبت اختیار کر لی۔ اور خرقہ خلافت سے نوازے گئے اور اپنے ماموں پیر و مرشد کے خلیفہ اعظم ثابت ہوئے۔ آپ نے تقریباً دو سو اساتذہ کرام کی صحبت میں رہ کر تعلیم کے مدارج طے کئے۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ جہاں بھی کسی صاحب علم و فضل کے بارے میں معلوم ہوتا تو اس کی صحبت میں رہنا باعث سعادت خیال کرتے۔ آپ نے بہت سے علماء کرام و اولیاء عظام سے اکتساب فیض حاصل کیا اور انکی صحبت کے زیرِ سایہ سلوک و عرفان کی منازل طے کیں۔ تربیت کے آداب سے آگاہی حاصل کی علم و معرفت کے اسرار و رموز سے روشناس ہوئے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب آپ کے اپنے حلقہ ارادت میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شامل ہونا بہت بڑی سعادت سمجھا۔ آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں سے بہت سے وقت کے اجل اولیاء کرام ہوئے۔ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ نے اخیر وقت تک نماز کو نہیں چھوڑا، بالآخر آپ زندگی کے سفر کی منازل طے کرتے ہوئے ۲۹۸ھ کو دار الفنا سے دار البقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ پھر آپ کا جنازہ بغداد شریف کے مشہور قبرستان شونیزیہ میں

لے جایا گیا جہاں آپ کو آپ کے مرشد اور ماموں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے نزدیک دفن کر دیا گیا۔ جہاں آپ کا مزارِ اقدس مرجع خلائق ہے۔ آپ کے وصال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: نصف شب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا میرے کام آ گئی اور میری بخشش صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم کی بدولت سے ہوئی۔

....

حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی دور میں فنونِ سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے، خصوصاً پہلوانی میں بڑے نامی و گرامی تھے، بلکہ شاہی پہلوان تھے۔ ایک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں تمہارے پہلوان سے لڑوں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارا پہلوان بہت زبردست ہے۔ تم دبلے پتلے آدمی بھلا اس سے کیا لڑو گے؟ مگر وہ شخص نہ مانا اور بہت اصرار کیا۔ آخر دنگل ہوا۔ جب حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ خم ٹھوک کر مقابل ہوئے اور دونوں کی پکڑ ہونے لگی تو اس شخص نے چپکے سے اُن کے کان میں کہا کہ میں سید ہوں محتاج ہوں، آئندہ تم کو اختیار ہے۔ حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ لڑتے لڑتے گر پڑے۔ جب تو بڑا شور و غل ہوا۔ بادشاہ نے نہ مانا، دوبارہ کشتی کرائی، پھر پچھڑ گئے۔ تیسری بار کشتی ہوئی، پھر چاروں شانہ چت۔ آخر بادشاہ نے اس کو انعام دیا اور حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا کہ سچ کہو، یہ کیا بات تھی۔ آپ نے اصل حال بیان کر دیا۔ بادشاہ سن کر بہت متعجب ہوا کہ مجمع عام میں اپنی ذلت اور سید کی عزت گوارہ کی۔ فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی۔ اسی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں: شاباش اے جنید! (رحمۃ اللہ علیہ) تو نے ہماری اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کیا، ہم بھی تیرے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ دوسرے روز بادشاہی ملازمت ترک کی اور فقراء کی جستجو میں پھرنے لگے۔ آخر اپنے ماموں حضرت سرّی سقطی سے بیعت ہوئے۔ ﴿تذکرہ غوثیہ: ۱۳۰، ۱۳۱﴾

---------•••---------

رئیس التحریر حضرت علامہ محمد ارشد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنے ادیبانہ اور محبت بھرے انداز میں اس طرح بیان کیا ہے پڑھیئے اور ایمان کو تازہ کیجئے۔

انعامِ شکست: ❖: جنید نامی خلیفہ بغداد کا درباری پہلوان تھا۔ مملکت کی ناک کا بال تھا۔ وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔ ڈیل ڈول اور قد وقامت کے لحاظ سے بھی وہ دیکھنے والوں کے لیے ایک تماشا تھا۔ شخصیت کے رعب و دبدبے کا یہ حال تھا کہ وقت کا بڑے سے بڑا جیوٹ بھی نظر ملانے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔ کمال فن کی غیر معمولی شہرت نقطہ انتہا پر پہنچ گئی تھی۔ ساری مملکت میں جنید کا کوئی مقابل و حریف نہیں رہ گیا تھا۔ اب جنید کا مصرف سوا اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ خلیفہ بغداد کی شاہانہ سطوت کا ایک واضح نشان تھا۔ دربار شاہی میں جنید کے لیے اعزاز کی ایک جگہ مخصوص تھی جہاں وہ بن سنور کر کلغی لگائے خلیفہ کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینتِ دربار تھے کہ ایک چوب دار نے آکر اطلاع دی۔

صحن کے دروازے پر ایک لاغر و نیم جان شخص کھڑا ہے۔ صورت و شکل کی پراگندگی اور لباس و پیراہن کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے۔ ضعف و نقاہت سے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ زمین پر کھڑا رہنا مشکل ہے۔ لیکن اس کی آواز کے تیور اور پریشانی کی شکن سے فاتحانہ کردار کی شان ٹپکتی ہے۔

آج صبح سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو۔ میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ قلعہ کے پاسبان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں کی چھوٹا منہ بڑی بات مت کرو۔ جس کی ایک پھونک سے تم اُڑ سکتے ہو اس سے کشتی لڑنے کا خواب پاگل پن ہے۔ لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام دربار شاہی تک پہنچا دیا جائے۔

چوب دار کی زبانی یہ عجیب و غریب خبر سن کر اہل دربار کو اس آنے والے اجنبی

شخص سے دل چسپی پیدا ہو گئی خلیفہ نے حکم دیا: اسے حاضر کیا جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد چوبدار اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حاضر ہوا۔ اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ چہرے پر ہوائی اُڑ رہی تھی۔ بڑی مشکل سے وہ دربار میں آ کر کھڑا ہوا۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ وزیر نے دریافت کیا۔

"جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں!"۔ اجنبی نے جواب دیا۔

کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے زور آوروں کے ماتھے پر پسینہ آ جاتا ہے۔ ساری ریاست میں اب ان کا کوئی مدِ مقابل نہیں رہ گیا ہے۔ ایسی مضحکہ خیز بات کے لئے اصرار مت کرو جو دماغی جنون میں متہم کرنے کے علاوہ تمہارے لئے باعث ہلاکت بھی ہو سکتی ہے۔ وزیر نے فہمائش کے انداز میں کہا۔ جنید کی شہرت ہی مجھے یہاں تک کھینچ کر لائی ہے۔ اسی اعتقاد موہوم کی میں تردید کرنا چاہتا ہوں کہ ساری ریاست میں جنید کا کوئی مدِ مقابل نہیں رہ گیا ہے۔ قد و قامت کا شکوہ اور بازوؤں کا کس بل ہی فتح و شکست کا معیار نہیں ہے۔ فن کی ذہانت بھی اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ اطمینان رکھئے! میرا دماغی توازن اپنی جگہ پر بالکل درست ہے۔ سود و زیاں سمجھانے کے لئے مجھے ناصح کی ضرورت نہیں ہے انجام کا سارا نقشہ مری نظر کے سامنے ہے بغیر متعلق بحثوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے مجھے اثبات و نفی میں جواب دیا جائے" اجنبی شخص نے فاتحانہ تیور کے ساتھ جواب دیا۔

اجنبی شخص کی جرأتِ گفتار پر سارا دربار دم بخود ہو کے رہ گیا۔ آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

یہ خیال بلکل غلط ہے کہ یہ شخص دماغی جنون میں متہم کیے جانے کے قابل ہے۔ دانشوروں کی طرح اس کا اندازِ گفتگو یقیناً کسی پُر اسرار شخصیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ظاہری بے مائیگی کے ساتھ کشور کشا بہادروں جیسے کردار کے پیچھے ہو نہ ہو کوئی مہارتِ فن کا عجیب و غریب کرشمہ ہے"۔

جنید بھی اجنبی شخص کو حیرت کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ ہزار تجسس کے بعد بھی اس کے سراپا میں فنی مہارت کی کوئی علامت نہیں مل رہی تھی۔ سخت حیران تھے کہ آخر کس چیز نے اسے اتنا جری بنا دیا ہے۔ مسئلہ بہت پیچیدہ بن گیا تھا۔ اس لیے خلیفۃ المسلمین کے اشارے پر وزیر نے اہلِ دربار کی رائے دریافت کی۔

"سارا نشیب و فراز سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ بضد ہے تو اس کا چیلنج منظور کر لیا جائے۔ انجام کا یہ خود ذمہ دار ہے۔ مقابلے میں شکست کھا گیا تو یہ توقع کے عین مطابق ہوگی اور اگر فتح یاب ہو گیا تو ایک پُر اسرار شخصیت کے جوہر کمال سے پہلی بار دُنیا کو روشناس کرانے کا فخر ہمیں حاصل ہوگا"۔

اہل دربار نے نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا تھوڑی دیر تک بحث و تمحیص کے بعد بالآخر یہ بات طے پا گئی کہ اس کے چیلنج کو قبول کر لیا جائے خلیفہ وقت نے بھی اس قرارداد پر اپنی مُہر تصدیق ثبت کر دی۔ کشتی کے مقابلے کے لئے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کر دی گئی۔ محکمہ نشر و اشاعت کے اہل کاروں کو حکم صادر ہوا کہ ساری مملکت میں اس کا اعلان کر دیا جائے۔

اطمینان رکھا جائے۔ میں وقت مقررہ پر دنگل میں حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے اجنبی شخص دربار سے رخصت ہو گیا۔

اپنے زمانے میں جنید کا کوئی مدِ مقابل... ہیں... ہے، یہ یقین لوگوں کے دلوں میں اس طرح گھر کر چکا تھا کہ مقابلے کی تیاری کا ذکر جس نے بھی سنا دم بخود رہ گیا۔

ساری مملکت میں ہونے والے دنگل کا تہلکہ مچا ہوا تھا۔ شاہراہوں پر بازاروں میں، ہر جگہ یہی تذکرہ موضوع سخن بن گیا تھا۔ ہر شخص اسی اجنبی مسافر کو دیکھنے کے لیے بیتاب تھا۔ اس کے متعلق طرح طرح کی افواہیں لوگوں میں گشت کر رہی تھیں۔ کوئی کہتا تھا۔ "دیوانوں کے بھیس میں وہ ایک نہایت شاطر آدمی تھا۔ اپنی چرب زبانی سے سب کو بیوقوف بنا گیا، اب وہ ہرگز پلٹ کر نہیں آسکتا، وہ اپنی ہلاکت کو کبھی دعوت نہیں

دے گا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ دربارِ خلافت کا ایک امیر پاگل آدمی کی جنون انگیز حرکتوں کا شکار ہو گیا۔ عقل کی سلامتی کے ساتھ اس طرح کا اقدام نہ ممکن ہے"۔

اکثر لوگوں کی رائے تھی کہ وہ ضرور آئے گا اسے شاطر اور پاگل سمجھنا غلط ہے۔ وہ فنی مہارت میں ایک پراسرار شخصیت کا مالک ہے۔ کسی پاگل کا دماغ اتنی گہرائی میں اتر کر نہیں سوچ سکتا۔ اس کے سراپا کی جن لوگوں نے تصویر کھینچی ہے۔ وہ نہایت پر کشش اور والہانہ ہے، کسی شاطر آدمی کی شخصیت میں اس طرح کی روحانی جاذبیت نہیں ہوا کرتی۔

بہر حال ہوا کچھ ایسی چل گئی تھی کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ تاریخ جیسے جیسے قریب آتی جارہی تھی انتظارِ شوق کی آنچ تیز ہوتی جاتی تھی سب سے زیادہ اچنبھا لوگوں کو اس بات کا تھا کہ مقابلہ پہاڑ اور تنکے کے درمیان تھا۔ برس ہا برس کے بعد جنید کے کسی مقابل سے لوگوں کے کان آشنا ہوئے تھے۔ شور و ہنگامہ سے فضا اتنی بوجھل ہو گئی تھی کہ جنید بھی عالم تحیر میں کھوئے سے رہنے لگے، بڑی تیزی کے ساتھ اندر سے کوئی چیز انھیں بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، دن بہ دن شاہی دربار سے دل کا تعلق ٹوٹتا جا رہا تھا، اپنی کیفیت انھیں خود سمجھ میں آرہی تھی، چہرے کا رنگ اڑا اڑا دیکھ کر دربار کے قریبی حلقوں میں یہ چرچا عام ہو گیا تھا کہ اس بار کا مقابلہ اتنا پراسرار ہے کہ پہلے ہی سے جنید پر ایک نامعلوم ہیبت طاری ہو گئی ہے۔

اب مقابلے کے تاریخ قریب آ گئی تھی۔ دور دراز ملکوں سے سیاحوں اور تماشائیوں کے قافلے بغداد میں اترنا شروع ہو گئے تھے۔ مملکت کی آبادیوں سے اونٹوں کی قطاروں کا سلسلہ ٹوٹتا ہوا نظر نہیں آرہا تھا جدھر نگاہ اٹھتی انسانوں کا انبوہ سیلاب کی طرح امڈتا ہوا دکھائی پڑتا تھا۔

اب وہ شام آگئی تھی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا۔ آفتاب ڈوبتے ڈوبتے کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم بغداد میں ہر طرف منڈلا رہا تھا۔ جنید کے لئے آج کی رات بہت پراسرار ہو گئی تھی۔

ساری رات بے چینی میں کروٹ بدلتے گزری۔ اپنے زمانے کا مانا ہوا سورما آج نامعلوم طور پر دل کے ہاتھوں ڈوبتا جا رہا تھا۔ جس نے بڑے بڑے زور آوروں کا غرور پلک جھپکتے خاک میں ملا دیا تھا آج ایک نحیف و نزار انسان کے مقابلے میں وہ بیزار اندیشوں کا شکار ہو گیا تھا۔ دربار شاہانہ کے ناموس کے علاوہ اپنے عالم گیر شہرت کا سوال بار بار سامنے آ رہا تھا۔ اس اجنبی شخص کے متعلق رہ رہ کر دل میں یہ خلش پیدا ہو رہی تھی کہ اس کے فاتحانہ تیور کے پیچھے کوئی نہ کوئی طاقت ضرور ہے۔ دل کے یقین کے آگے جس کی ناتوانی کوئی چیز نہیں ہے معنوی کمالات اور نادیدہ قوتوں کا کوئی مخفی جوہر ضرور اس کی پشت پناہی میں ہے۔ ورنہ کسی تہی دست و بے مایہ انسان میں یہ جرأتِ کردار کبھی نہیں پیدا ہو سکتی انہی پریشان خیالات کے ادھیڑ بن میں ساری رات گزر گئی اور بغداد کی پہاڑیوں پر سحر کا اجالا پھیل گیا۔ صبح ہوتے ہی شہر کے سب سے وسیع میدان میں نمایاں جگہوں پر قبضہ کرنے کے لئے تماشائیوں کا ہجوم آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا۔

بغداد کا سب سے وسیع میدان لاکھوں تماشائیوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ اکھاڑے سے حاشیئے پر چاروں طرف نہایت قرینے سے کرسیاں بچھا دی گئی تھیں۔ یہ شاہی خاندان، درباری معززین اور مملکت کے عمائدین کی نشست گاہ تھی۔ تمام آنے والے اپنی نشستوں پر آ کر بیٹھ چکے تھے۔ خلیفہ بغداد کی زرنگار کرسی ابھی تک خالی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد نقیبوں کی آواز گونجنے لگی۔ شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ بادشاہ کی سواری آ رہی تھی۔ درباری خدام سروں پر کلغیاں لگائے، کمر میں پٹکا باندے راستہ صاف کرنے میں مصروف ہو گئے۔ خدم و حشم کے ساتھ حضرت جنید بھی بادشاہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ سب آ چکے تھے۔ اب اس اجنبی شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا۔

حضرت جنید کے طرف دار فاتحانہ خوشی کے جذبے میں مجمع کو یقین دلا رہے تھے کہ اس کا انتظار بے سود ہے اب وہ نہیں آئے گا۔ جنید سے نبرد آزما ہونا آسان نہیں

ہے۔ جنید کے تصور ہی سے بڑے بڑوں کا زہرہ پانی ہو جاتا ہے۔ ایک معمولی آدمی کی کیا بساط ہے کہ مقابلے کے لئے سامنے آسکے بلاشبہ وہ پوری مملکت کو فریب میں مبتلا کر گیا ہے۔ اسے آنا ہوتا تو بہت پہلے اس میدان میں آجاتا۔

اس کی بات ابھی ختم بھی نہ ہو پائی تھی کہ درباری حلقوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ ''میں اعتراف کرتا ہوں کہ حکومت نہایت سادہ لوحی کے ساتھ ایک گہری سازش کا شکار ہو گئی ہے۔ یہ اقدام دانشمندی کے قطعی خلاف ہوا کہ محض ایک گمنام شخص کی بات پر مختلف ملکوں کے کئی لاکھ انسانوں کی بھیڑ جمع کر دی گئی۔ چکمہ دے کر نکل جانے والے اس راہ گیر کو اگر حکومت گرفتار بھی کرنا چاہے تو بغیر نام و نشان کے کیسے گرفتار کرے گی۔

اس میدان میں ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ جو غائبانہ طور پر اس اجنبی شخص کے حامی تھے۔ نامعلوم طور پر ان کے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ موجودہ صورتِ حال سے ان کے چہروں پر افسردگی کا نشان واضح ہونے لگا۔ ناامیدی کے عالم میں بڑی ہمت کر کے ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

ابھی وقت مقررہ میں کچھ وقفہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے اجنبی شخص کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کرنا قبل از وقت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی معقول عذر کی بنا پر تاخیر ہو گئی ہو۔ وقت گزر جانے کے بعد وہ نہیں آیا۔ تو یقیناً اسے قابل مذمت گردانا جائے گا۔

منٹ منٹ پر حضرت جنید کے حامیوں کا جوشِ مسرت بڑھتا جا رہا تھا اور وہ طرح طرح کی آوازیں کس کر مجمع کے ذہن سے اس اجنبی شخص کا اثر زائل کر رہے تھے۔ لیکن خود حضرت جنید پر ایک سکتے کی کیفیت طاری تھی۔ ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں کھو گئے ہیں۔ لاشعوری طور پر وہ پیش آنے والے کسی حیرت انگیز واقعہ کا انتظار کر رہے تھے۔

مجمع کا اضطراب اب قابو سے باہر ہونے لگا تھا۔ حضرت جنید کے حامیوں کی طرف سے بار بار یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ مسند خلافت سے کوئی فیصلہ کن اعلان کر کے مجمع کو منتشر کر دیا جائے۔

وقت مقررہ میں اب چند ہی لمحے باقی رہ گئے تھے کہ وزیر اعلان کرنے کھڑا ہوا سارا مجمع گوش بر آواز ہو گیا۔ منہ سے پہلا لفظ ہی نکلا تھا کہ مجمع کے کنارے سے ایک شخص نے آواز دی۔ ذرا ٹھہر جائیے اور دیکھئے سامنے گرد اڑ رہی ہے ہو سکتا ہے وہی اجنبی شخص آ رہا ہو۔

اس آواز پر سارا مجمع گردِ راہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آنے والے راہ گیر کے ہر قدم پر دلوں کا عالم زیر و زبر ہو رہا تھا۔ کچھ ہی فاصلے پر فضاؤں میں اڑتا ہوا غبار لاکھوں امیدوں کا مرکز نگاہ بن گیا تھا۔ چند ہی لمحے کے بعد جب گرد صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک نحیف و لاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے ہانپتے چلا آ رہا ہے۔ مجمع سے قریب ہونے کے بعد آثار و قرائن سے لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ وہی اجنبی شخص ہے جس کا انتظار ہو رہا تھا۔

یہ معلوم ہوتے ہی ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سارا مجمع اس اجنبی شخص کو دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑا۔ بڑی مشکلوں سے ہجوم پر قابو حاصل کر کے اسے میدان تک پہنچایا گیا۔ ظاہر شکل و صورت دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ضعف و ناتوانی سے زمین پر جس کے قدم سیدھے نہیں پڑتے وہ جنید جیسے کوہ پیکر پہلوان سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔

حضرت جنید کے ہم نوا پورے طور پر مطمئن کہ ابھی چند منٹ میں معلوم ہو جائے گا کہ اپنے وقت کی ایک عظیم شخصیت کے ساتھ گستاخانہ جسارت کی سزا کتنی عبرت ناک ہوتی ہے۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا۔ اعلان ہوتے ہی حضرت جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اُتر گئے۔ وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر ایک کنارے کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشائیوں کے لئے

بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا یہ، حضرت جنید کے سامنے وہ اجنبی شخص گرد راہ معلوم ہو رہا تھا۔ پھٹی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا۔ حضرت جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لئے پنجہ بڑھایا اس اجنبی شخص نے دبی زبان سے کہا۔ کان قریب لائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔"

نہ جانے اس آواز میں کیا سحر تھا کہ سنتے ہی حضرت جنید پر ایک سکتا طاری ہو گیا۔ اچانک پھیلے ہوئے ہاتھ سمٹ گئے۔ کان قریب کرتے ہوئے کہا۔ فرمائیے، اجنبی کی آواز گل گیر ہو گئی۔ بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی۔

جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ زمانے کا ستایا ہوا ایک آلِ رسول ﷺ ہوں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتے سے جنگل میں پڑا ہوا فاقوں سے نیم جان ہے۔ سیدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں۔ کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں۔ ہر روز صبح کو یہ کہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا۔ لیکن خاندانی غیرت کسی کے آگے منہ نہیں کھولنے دیتی۔ گرتے پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں تک پہنچا ہوں۔ فاتح خیبر رضی اللہ عنہ کا خون ہاشمی رگوں میں سوکھتا جا رہا ہے۔ چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ شرم سے بھیک مانگنے کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھتے۔ میں نے تمہیں صرف اس اُمید پر چیلنج دیا تھا کہ آل رسول ﷺ کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے۔ آج اس کی آبرو رکھ لو۔ وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدانِ قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا۔

فاطمی چمن کی مرجھائی ہوئی کلیوں کی اُداسی اب دیکھی نہیں جاتی جنید، عالم گیر شہرت واعزاز کی صرف ایک قربانی سوکھے چہروں کی شادابی کے لیے کافی ہے۔ یقین رکھو آل رسول ﷺ کے خانہ بدوش قافلہ کی حرمت و آسودگی کے لئے تمہاری عزت و ناموس کا ایثار کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہمارے خاندان کی یہ ریت تمہیں معلوم ہے

کہ کسی کے احسان کا بدلہ زیادہ دیر تک ہم قرض نہیں رکھتے۔ اجنبی شخص کے یہ چند جملے نشتر کی طرح حضرت جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہو گئیں۔ عشق و ایمان کا ساگر موجوں کے تلاطم سے زیر و زبر ہونے لگا۔ آج کونین کا سرمدی اعزاز سر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا۔ عالم گیر شہرت و ناموس کی پامالی کے لئے دل کی پیش کش میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہوئی۔ بڑی مشکل سے حضرت جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کہا۔ کشورِ عقیدت کے تاجدار، میری عزت و ناموس کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس تمہارے قدموں کی اُڑتی ہوئی خاک پر نثار کر دوں۔ چمنستانِ قدس کی پژمردہ کلیوں کی شادابی کے لئے اگر میرے جگر کا خون کام آسکے تو اس کا آخری قطرہ بھی تمہارے نقشِ پا میں جذب کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اے خوشا نصیب کہ کل میدانِ محشر میں سرکار ﷺ اپنے نواسوں کے زر خرید غلاموں کی قطار میں کھڑے ہونے کی اجازت مجھے مرحمت فرمائیں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھونک کر للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے پنجہ ملا کر گتھ گئے۔ سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں ساقط و خاموش نظر جمائے دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا۔ آنکھیں کھلی تو جنید کے حامیوں کے نعرہ ہائے تحسین سے میدان گونج اُٹھا۔ ہیبت سے دیکھنے والوں کی پلکیں جھپک گئیں لیکن دوسرے ہی لمحے میں حضرت جنید چاروں شانے چت تھے اور سینے پر سیدہ کا ایک نحیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔

حضرت جنید کی فاتحانہ زندگی کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس حیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لا سکیں۔ ایک لمحے کے لئے سارے مجمع پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں حیرت کا طلسم ٹوٹتے ہی مجمع نے نحیف و ناتواں سید کو

گود میں اُٹھالیا۔ میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام واکرام کی بارش ہو رہی تھی۔ تحسین وآفرین کے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ شام تک فتح کا جلوس سارے شہر میں گشت کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت وانعامات کا بیش بہاذخیرہ لے کر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔

حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ اب کسی کو کوئی ہمدردی ان کی ذات سے نہیں رہ گئی تھی۔ ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ عمر بھر مدح وستائش کا خراج وصول کرنے والا آج زہر میں بجھے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور و شادکام ہو رہا تھا۔

ہجوم ختم ہو جانے کے بعد خود ہی اُٹھے اور شاہراۓ عام سے گزرتے ہوئے اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے۔ آج کی شکست کی ذلتوں کا سرور ان کی روح پر ایک خمار کی طرح چھا گیا تھا۔ عمر بھر کی فاتحانہ مسرتیں وہ اپنی ننگی پیٹھ کے نشانات پر بکھیر آئے تھے۔

رات کی زلف سیاہ کمر کے نیچے ڈھل چکی تھی۔ بغداد کا سارا شہر تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں محوِ خواب تھا۔ کہیں کہیں سے مشعل بردار پاسبانوں کی آوازیں کانوں میں گونج رہی تھیں۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جنید جب اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے

"وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا"۔

کیا سچ مچ ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا میری قسمت کا ستارہ یک بیک اتنی بلندی پر پہنچ جائے گا کہ سرکار ﷺ کے نورانی ہاتھوں کی برکتیں میری پیشانی کو چھولیں۔ اپنی طرف دیکھتا ہوں تو کسی طرح اپنے آپ کو اس اعزاز کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لاڈلوں کی "ہٹ" بھی تو کوئی چیز ہے۔ اگر میدان محشر میں شہزادے مچل گئے تو رحمت

تمام صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر گوارا ہو سکے گا کہ ان کے دل کے نازک آبگینے پر کوئی آنچ آ جائے۔ سارے زمانے میں آلِ رسول کی زبان کا بھرم مشہور ہے۔ گردن کٹ سکتی ہے، دی ہوئی زبان نہیں کٹ سکتی۔ گردن آخر کربلا کے لالہ زار کی سُرخی زبان ہی کے بھرم سے تو آج تک قائم ہے۔ نبی زادوں کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن وہ ضرور اپنے نانا جان تک میری بات پہنچائیں گے۔ اے کاش! آج ہی قیامت آ جاتی آج ہی میدانِ حشر کا وہ روح پرور نظارہ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

آہ! اب جب تک زندہ رہوں گا قیامت کے لئے ایک ایک دن گنگنا پڑے گا۔ حساب شمار کی گرفت میں آنے والی ایک طویل مدت کیسے کٹے گی؟ یہ سوچ سوچ حضرت جنید کی پُرنم آنکھوں پر نیند کا ایک حلقہ سا جھونکا آیا۔ اور وہ خاک دانِ گیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہنچ گئے۔

پہاڑوں، صحراؤں اور آبادیوں کے سارے حجابات نظر کے سامنے سے اُٹھ چکے تھے۔ اب بغداد سے گنبدِ خضرا کا کلس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جب تک آنکھ کھلی رہی نظر کا قافلہ بہاروں کے جلوہ شاداب سے سیراب ہوتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد سنہری جالیوں سے ایک کرن پھوٹی اور مدینے کا آسمان روشنی سے مخمور ہو گیا۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ نور کا ایک سفید بادل مدینے کے اُفق سے بغداد کی طرف بڑھتا آ رہا ہے۔ جہاں جہاں سے گزرا نور برستا گیا۔ فضا نکھرتی گئی اندھیرا چھٹتا گیا۔ سحر پھیلتی گئی ۔قریب آتے آتے اب رحمت و تجلی کا وہ روشن قافلہ بغداد کے آسمان پر جگمگا رہا تھا۔ چند ہی لمحے کے بعد وہ نیچے اُترنا شروع ہوا۔ ایوانوں کے کنگرے جھک گئے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں۔ درختوں کی شاخیں سجدے میں گر پڑیں۔ بغداد کی زمین جھومنے لگی۔ بہاروں نے پھول برسائے۔ صبا نے خوشبو اُڑائی۔ سحر نے اُجالا کیا۔ رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چپہ چپہ معمور ہو گیا۔ طلعتِ جمال سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ دل کیف و سرور میں ڈوب

گیا۔ درودیوار اور شجر و حجر کو زبان مل گئی اور اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کے نغموں سے فضا گونج اُٹھی۔

عالمِ بے خودی میں حضرت جنید، سلطانِ کونین ﷺ کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکار ﷺ نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔

جنید! اُٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا نظارہ کرلو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لیے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔

سر اُٹھاؤ! تمھارے لئے فتح و کرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تمھیں عرفان و تقرب کی سب سے اُونچی بساط پر فائز کیا گیا۔ تجلیات کی بارش میں اپنی ننگی پیٹھ کا غبار اور چہرے کے گرد کا نشان دھو ڈالو۔ اب تمھارے رُخِ تاباں میں خاکدانِ گیتی ہی کے نہیں عالمِ قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھیں گے۔ بارگاہِ یزدانی سے گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز تمھیں مبارک ہو۔

ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکارِ مصطفیٰ ﷺ نے حضرت جنید کو سینے سے لگالیا۔ اس عالمِ کیف بار میں اپنے شہزادوں کے جانثار پروانے کو کیا عطا فرمایا۔ اس کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔ جاننے والے بس اتنا ہی جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں کرن لہرا رہی تھی۔ آنکھوں سے عشق و عرفان کی شراب کے پیمانے جھلک رہے تھے۔ دل کی انجمن تجلیات کا گہوارہ بن چکی تھی لبوں کی جُنبش پر کارکنانِ قضا و قدر کے پہرے بٹھا دیئے گئے تھے غیب و شہود کی ساری کائنات شفاف آئینے کی طرح تارِ نظر کی گرفت میں آگئی تھی۔ نفس نفس میں عشق و یقین کی دہکتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی نظر نظر میں دلوں کی تسخیر کا سحرِ حلال انگڑائی لے رہا تھا۔

کل کی شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا آج صبح کو اس کی راہ گزر میں پلکیں بچھی جا رہی تھیں۔ کل جو شکست کی ذلتوں سے بوجھل ہو کر اکیلا اپنے گھر تک آیا آج اس کے جلو میں کونین کی اُمیدوں کے کارواں چل رہے تھے۔ ایک ہی رات میں

سارا عالم زیروزبر ہو گیا تھا۔

خواب کی بات بادِصبا نے گھر گھر پہنچا دی تھی، طلوع سحر سے پہلے ہی حضرت جنید کے دروازے پر درویشوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ جونہی باہر تشریف لائے خراجِ عقیدت کے لئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں، خلیفہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اُتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت و پشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک بار نظر اُٹھائی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا۔ پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی گروہِ اولیاء کی سروری کا اعزاز مبارک ہو، منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف و نزار آلِ رسول فرطِ خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا سیدالطائفہ کی مبارک باد سے گونج اُٹھی...... رضی اللہ عنہ۔ (زلف وزنجیر: ۷۹)

حضرت ہیثم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جن عورت سے مقابلہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہیثم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ایک ساتھی دونوں کہیں سفر کو نکلے۔ ہم نے ایک عورت کو سرِ راہ کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس نے ہم سے سواری کا سوال کیا۔ تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم اِسے سوار کرلو۔ اُس نے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اُس عورت نے میرے ساتھی کی طرف اپنا منہ کھولا تو اُس کے منہ سے حمام کے چولہے جیسے انگارے نکل رہے تھے۔ میں نے اُس عورت پر حملہ کر دیا۔ تو وہ کہنے لگی میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے اور چیخنے لگی۔ تو میرے ساتھ نے کہا: تو اس سے کیا چاہتا ہے؟ پھر وہ کچھ گھڑی چلتا رہا، میں پھر اُس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے منہ کھولا ہوا تھا اور اس کے منہ سے حمام کے چولہے کی طرح کے انگارے نکل رہے تھے۔ تو پھر میں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے تین مرتبہ ایسا کیا۔ جب میں نے یہ تماشہ دیکھا، تو اُس کو پکا ارادہ کر کے دبوچ لیا، تو وہ زمین پر جا گری اور کہنے لگی تمہیں خدا قتل کرے، کتنے سخت دل ہو، میری اس حالت کو جس نے بھی دیکھا ہے اُس کا دل پارہ پارہ ہو گیا ہے، لیکن ایک تو ہے مجھ سے ڈرنے کی بجائے مقابلہ پر اُتر آیا ہے۔ (تاریخ جنات وشیاطین: ۲۷۳)

خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کا شوقِ کشتی

حضرت خواجہ شمس الدین سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ صحیح النسب حسینی سید ہیں۔ آپ ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا مولد قریہ سوخار ہے جو بخارا کے نواح میں سماس سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کوزہ گری کا شغل رکھنے کی وجہ سے کلال (یعنی کوزہ گر) ہی مشہور ہو گئے۔ اخیر مرض میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدین کو خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی متابعت کا حکم دیا اور جمعرات کی صبح ۸؍ جمادی الاوّل ۷۷۲ھ/ ۱۳۷۱ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مرقدِ انور ''سوخار'' میں ہے۔ مشہور ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء تھے جن میں سے آپ کے بے مثال خلیفہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ تھے۔

آپ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ جان لو جس طرح کپڑے کو پانی پاک کر دیتا ہے اسی طرح زبان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک کر دیتا ہے...... تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے...... تمہارے مال کو زکوٰۃ پاک کر دیتی ہے...... تمہاری راہ کو حق داروں کی رضا مندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دیتا ہے۔

یارو! اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو۔ توبہ کرتے رہو کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سرّ ہے، توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ تو یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں سے دل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اِس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے، ہمیشہ رب العزت سے ڈرتے رہو، گناہوں کی معافی مانگو۔ حق داروں کو راضی کرو اور ایسی گریہ زاری کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو۔

....

ابتدائے جوانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کشتی لڑنے کا شوق رکھتے تھے۔ایک دن آپ رامتین کلاں میں کشتی لڑ رہے تھے کہ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں سے گزر ہوا آپ کشتی کا تماشا دیکھنے کے لیے اکھاڑے کے قریب ایک دیوار کے سائے میں کھڑے ہو گئے۔بعض مریدوں کے دل میں خیال آیا کہ حضرت خواجہ کو ایسے کھیل تماشوں سے کیا واسطہ،آپ کو یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیئے تھا۔حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف باطن سے مریدوں کا تعجب معلوم کر کے فرمایا کہ اس معرکے میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے کاملین زمانہ فیض یاب ہونگے،ہم یہاں اس مرد کے شکار کی غرض سے کھڑے ہیں کہ کاش وہ ہمارے جال میں آن پھنسے۔اسی اثنا میں حضرت امیر کی نظر خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی اور وہ پہلی ہی نظر میں گھائل ہو گئے۔دوڑتے ہوئے آئے اور خواجہ کے قدموں میں گر گئے اور بے اختیار ہو کر خود کو بابا کے سپرد کر دیا۔اسی دن حضرت خواجہ نے انہیں اپنی فرزندی میں قبول کیا اور حضرت خواجہ کے پیچھے ہو لئے۔قیام گاہ پر پہنچ کر حضرت ان کو خلوت میں لے گئے اور طریقہ تلقین فرمایا اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔چنانچہ کشتی کو اسی وقت خیر باد کہا۔

﴿ تاریخ مشائخ نقشبندیہ:۲۴۶ از صاحبزادہ عبدالرسول للہی ✤ آگاہی سید امیر کلال:۲۴ ﴾

بیان کرتے ہیں کہ جب سید السادات حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک پندرہ سال کی ہوئی تو آپ کشتی کے اکھاڑے میں زور کرنے میں مصروف رہتے تھے اور نہایت تندہی و انہماک سے اکھاڑے میں زور کرتے تھے کہ جواں مرد کو جو کچھ بھی حاصل ہوتا ہے وہ گمنامی میں حاصل ہوتا ہے۔

ہر کہ را روے در نکونامی است	طمع عاشقی از و خامی است
رو تو بدنام باش در رہِ عشق	کین سعادت ہمہ ز بدنامی است

جو شخص نیک نامی اور شہرت میں بڑھ کر ہے اُسی قدر اس سے عاشقی کی امید رکھنا خام خیالی ہے راہ عشق میں نکل کر بدنام ہو جاؤ کیونکہ اسی بدنامی

سے نیک نامی کی سعادت حاصل ہوتی ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ، اکھاڑے میں کشتی لڑنے میں مصروف تھے۔ وہاں موجود کچھ بد باطن افراد چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ دیکھو یہ سید ہو کر کشتی جیسے گھٹیا کام میں مصروف ہے اور کچھ نے اُن کے اعلیٰ نسب ہونے پر بھی شبہ ظاہر کیا۔ حالانکہ یہ لوگ خود بھی اکھاڑے میں موجود ہی نہ تھے بلکہ وہ اپنے استعمال کے لیے نشہ آور اشیاء تک ساتھ لائے تھے۔ اچانک انہیں نیند نے آلیا خواب میں انہوں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور یہ لوگ دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، ہر چند ہاتھ پیر مار رہے ہیں مگر دلدل سے نکلنے میں ناکام رہتے ہیں کہ اچانک امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پاس آتے ہیں اور ان کے کان پکڑ کر دلدل سے باہر نکال کر انہیں مصیبت سے نجات دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں زور اس لیے کرتا ہوں تاکہ مجبور و بے کس لوگوں کو خداوندِ عالم کی مہربانی اور عنایت سے انہیں مصیبت سے نجات دلاؤں۔ تم لوگ بدگمانی نہ کرو اور کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔

گر آفتاب ملکی وگر سایہء الہ	در ہیچ کس بہ چشم حقارت مکن نگاہ
دل را بہ آہ صبح صفادہ کہ گفتہ اند	آئینہء دل است کہ روشن شود بہ آہ
خواہی کہ چشم اہل دلے بر توافتدت	افتادہ باش در رہِ عزت چوخاکِ راہ

"اگر تم ایسی سلطنت کے بادشاہ بھی ہو جس کی حدود میں سورج غروب نہ ہوتا ہو تب بھی خبردار! کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو، اپنے دل کو آہِ سحر کے ذریعہ صاف و پاکیزہ کر کیونکہ دل بھی ایک آئینہ کے مانند ہے جسے آہ وزاری سے آب وتاب حاصل ہوتی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر کوئی اہل دل متوجہ ہو تو عزت کی راہ میں دھول کی طرح پڑے رہو"

جب یہ لوگ خواب سے بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ان کے قریب ہی موجود ہیں۔ یہ لوگ اٹھ کر ان کے پاس حاضر ہوئے تو امیر

کلال رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے کان پکڑ کر فرمایا میں یہ کام یعنی کُشتی کا زور اس لیے کرتا ہوں کہ اگر تمہاری طرح کوئی گناہوں کی دلدل میں پھنس جائے تو قیامت کے دن خداوند عالم کی عنایت سے اسے اس دلدل سے نکال سکوں۔ درویشوں سے تمہیں بدگمان اور بداعتقاد نہیں ہونا چاہیے اور جن باتوں کا تمہیں علم نہ ہو ان کا انکار مت کرو۔ جب ان لوگوں نے یہ مشاہدہ کیا تو سب نے توبہ کی اور واصل برحق ہوئے۔ آپ غور فرمائیے کہ جس شخص کی یہ حالت کُشتی لڑتے وقت ہو تو باقی حالتوں میں اُس کا رتبہ و مقام کیا ہوگا؟

﴿ آگاہی سید امیر کلال:۲۱ ﴾

بیعت سے پہلے ایک روز حضرت سید امیر کلال اکھاڑے میں کُشتی لڑنے میں مصروف تھے۔ حاضرین کی ایک سیاہ باطن جماعت غیبت کرنے لگی کہ ایسے بزرگ زادہ اور سید زادہ کو اس کام میں جو بدعت ہے۔ مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اسی وقت اس جماعت پر خواب نے غلبہ کیا۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ قیامت برپا ہے اور وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر چند کوشش کرتے ہیں۔ مگر نکل نہیں سکتے۔ ناگاہ حضرت امیر کلال ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کو اس کیچڑ سے کھینچ نکال لاتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت امیر نے ان کے کان پکڑ کر کہا کہ یارو! ہم اسی روز کے لئے زور آزمائی کرتے ہیں۔ تم درویشوں کے حق میں بداعتقاد نہ بنو۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سب نے توبہ کی اور مردانِ راہِ خدا بن گئے۔ جس بزرگ کا یہ حال کُشتی لڑنے کے وقت ہو۔ مابعد کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

﴿ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ:۱۲۶/از نور بخش توکلی ﴾

حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین نقشبند رضی اللہ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے، اکھاڑے میں کُشتی ہو رہی ہے، حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کُشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ عالم جلیل پابندِ شریعت۔ ان کے قلب نے کچھ پسند نہ

کیا۔ حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ خطرہ آتے ہی غنودگی طاری ہوگئی، دیکھا کہ معرکہ حشر برپا ہے۔ ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے۔ یہ اس کے پار جانا چاہتے تھے۔ دریا میں اُترے زور کرتے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے۔ یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے۔ اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے دریا کے اُس پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰحضرت: ۴۰۰)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوترے

شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہٗ کی شاہ زوری

آپ حضرت قیومِ اوّل شیخ احمد فاروقی المعروف مجدد و منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوترے اور حضرت سعیدِ عصر، خلیلِ دہر خازنُ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۷ رجمادی الثانی ۱۰۷۰ھ) کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، سلوکِ باطنی حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اُس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تنوں والا درخت تھا جس کے تنے ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹے تھے۔ آپ نے دونوں تنوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ کا اک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

(رَوضَۃُ القَیُّومِیَّہ: ۴۹۰)

حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شاہی پہلوان سے زور آزمائی کرنا

آپ (شیخ الاسلام حضرت سید حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ) کے والد بزرگوار کا نام حاجی الحرمین حضرت سید علاء الدین حسین الملقب بہ حاجی غازی تھا، آپ نے سات مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔آپ نے تقریباً ۹۹۰ھ میں وفات پائی اور آپ کا مزار گھوگانوالی تحصیل پھالیہ میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی جیونی رحمۃ اللہ علیہا تھا، آپ کا مزار بھی گھوگاں والی میں گاؤں کے اندرون قبرستان میں ہے۔

آپ کے آباواجداد میں سب سے پہلے سید عون قطب شاہ بن سید یعلیٰ قاسم بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے اور کئی راجپوت اقوام نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

آپ کی پیدائش بروز سوموار یکم رمضان ۹۵۹ھ/ ۲۱/ اگست ۱۵۵۲ء میں بعہد اسلام شاہ ولد شیر شاہ سوری گھوگانوالی میں ہوئی۔

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔آپ نے مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل کیا مثلاً علمِ قرآن ❖ علم کتب ساویہ ❖ علم حدیث ❖ علم فقہ ❖ علم تصوّف ❖ علم توحید ❖ علم دعوت اسماء ❖ علم عملیات ❖ علم اخلاق ❖ علم ادب ❖ علم نجوم ❖ علم عروض ❖ علم موسیقی ❖ علم طب ❖ علمِ ادویہ ❖ علمِ فلاحت ❖ علمِ بزاۃ ❖ فن نیرنجیات ❖ فنِ تجارت ❖ فنِ روشنائی سازی ❖ فنِ کتابت ❖ فنِ زرنگاری ❖ فنِ پہلوانی ❖ فنِ شہسواری ❖ فنِ حرب ❖ فنِ شمشیر بازی ❖ فن تیراندازی۔

آپ نے تقریباً ۹۷۹ھ/ ۱۵۷۱ء کو بیس (۲۰) برس کی عمر میں ایک پرانے کنوئیں میں بیٹھ کر چالیس روز تک ریاضت ومجاہدہ کیا وہاں سے ہاتف غیبی نے آپ کو نوشہ کہہ کر پکارا جس پر ہر جن وانس آپ کو نوشہ کے نام سے بلانے لگا۔آپ کی شادی کے

موقع پر آپ کی برأت کے حضرت خضر علیہ السلام بھی ہمراہ تھے انھوں نے آپ کو نوشہ کہہ کر پکارا، فرمایا: "یہ ہے نوشہ"۔

۹۸۸ھ کو آپ نے بھلوال شریف حاضر ہو حضرت سخی شاہ سلیمان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اُس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً انتیس سال تھی۔ اور مرشد پاک نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور اپنے مریدوں کو آپ کے سپرد کیا۔ بالآخر مرشد کے حکم سے ساہن پال تحصیل پھالیہ کو تبلیغ اسلام کے لئے مرکز بنایا پھر آپ نے ساری عمر تبلیغ اسلام میں گزاری بے شمار غیر مسلم حلقہء اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مثلاً تفسیر سورۂ نازعات ❖ گنج شریف ❖ گنج الاسرار ❖ چہار بہار ❖ معارفِ تصوّف ❖ ذخائرالجواہر فی بصائرلزواہر ❖ لطائف الاشارات ❖ جواہر مکنون ❖ کلمات طیبات ❖ مکتوبات نوشہ ❖ مقالاتِ نوشہ ❖ مواعظ نوشہ پیر۔

آپ نے شاہجہان بادشاہ کے عہد میں ۸ ربیع الاوّل ۱۰۶۴ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار شریف دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر مسکن الاولیاء ساہن پال شریف تحصیل پھالیہ سے نصف میل شمال کی طرف زیارت گاہ خلائق ہے۔

....

نوجوانی کے زمانہ میں آپ فنِ کشتی کے بھی ماہر تھے۔ آپ کا جسم طاقتور تھا۔ جب لاہور تشریف لے گئے تو شاہی پہلوان سے پنجہ آزمائی کی۔ جیسا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکانہ پہلوان کو پچھاڑا تھا۔ آپ نے بھی اُسی سُنّت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کو نیچا دکھایا۔

جب آپ لاہور پہنچے تو چالیس یوم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دی پھر اجازت لے کر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لا کر چند روز قیام کیا اُس کے بعد شہر میں گشت لگایا۔

لاہور میں ایک شاہی پہلوان پائے تخت شیر علی خاں مغلزادہ بیجا پوری مشہور تھا۔ کچھ خیال آ گیا۔ اس کے پاس گئے اور اُس سے زور آزمائی کو فرمایا۔ اس نے تکبر سے کہا کہ آپ مجھ سے کشتی کیا کریں گے۔ آیئے پنجہ کر کے دیکھ لیں۔ جونہی آپ نے اس کا پنجہ پکڑ کر زور لگایا اس کی انگلیوں سے خون جاری ہو گیا اور درد سے تنگ آ کر اس نے کشتی اور زور آزمائی سے توبہ کی۔

❖ الاعجاز خطی نسخہ الف: ۱۰۶ ❖ ثواقب المناقب قلمی نسخہ: ۶۷ ❖ تذکرہ نوشاہی: ۸۳ ❖

❖ حضرت نوشہ گنج بخش قادری: ۴۴ ❖ تذکرہ نوشہ گنج بخش: ۳۶، ۶۹ ❖

❖ کنز الرحمۃ: ۳۹ ❖ ماہنامہ القادر نوشاہی فروری ۱۹۲۵ء: ۲۰ ❖

نال مریداں مخلص حضرت اکدن سفر کراندے ❁ طرف لاہور سیاحت خاطر اوہ حضرت آ جاندے
شاہجہان شاہنشاہ عالم آہا تدوں اتھائیں ○ عبدوہاب اک شیخ مقدس آہا اتھ تدائیں
مسجد وچہ فریدی آہے صاحب ذکر الٰہی ◆ نوشہ حضرت ملیا جا کے خوب کرامت پائی
رخصت ہو کے کرن ارادہ قبراندے ول جایئے ○ کراں زیارت ولیاں سندی فاتحہ جا فرمایئے
عبدوہاب کہے تدیاراں ہے ایہ مرد الٰہی ◆ عالی شان خدا دا بندہ فیض اس نامتناہی
زمیں اوپر اس قدم مبارک ہرگز ناہیں آون ○ اتھیں ودھکے اللہ ولوں ایہ خود منزل پاون
فارغ ہوئے زیارتاں کر کے روحانوں وڈیایا ◆ کون کوئی وچہ کسیاں کامل پھر حضرت فرمایا
کہن مرید جیویں خود مرضی اسیں مطیع فرماناں ○ حضرت کہیا مرضی ساڈی ویکھاں پہلواناں
سی پہلوان اک شاہ نے رکھیا کشتی جد فرماوے ◆ کشتی والے روز ہمیشہ روزہ طے رکھواوے
روزے نال کریندا کشتی دشمن جلد اُٹھاوے ○ سر تھیں کڈھ زمیں دے اوپر نال آرام لگاوے
حضرت گئے سمیت مریداں اُسدے پاس تدائیں ◆ سی بیٹھا پہلوان اُتھائیں ویکھن ولی اتھائیں
جدوں نگاہ اس حضرت اوپر پئے جاندی اکواری ○ بہت قوی تن قامت بالا رحمت ربدی طاری
کیا توں کرسیں نال اساڈے کشتی مخفی بتائیں ◆ یا خود زور آزمائی کرسیں ہینوں حال بتائیں
نوشہ کہیا کشتی کرساں خوف نہ سانوں کوئی ○ نال اُستاد پھڑاں میں پنجہ حجت پوری ہوئی

ہس پیا پہلوان کیا ڈر جے کشتی ہو کرنا ◄► ہتھ اپنا کر میرا پنجہ قوت کر کے پھڑنا
اپنا زور لگادیں سارا ویکھاں تیرے تائیں ○ زور کیا مجھ تیرے اندر میتوں زور دکھائیں
حضرت ہتھ اُہدے نوں پھڑ کے زور ذرہ مجھ لایا ◄► چور ہو جاون ہڈیاں سبھے اوہ رویا پچھتایا
ہر ناخن تھیں قطرے خونی بیشک ہوئے جاری ○ جان لیا پہلوان کرامت زور ولایت طاری
عاجز ہو کے عذر کناں وچہ پیراں شاہ دے آیا ◄► ہو شرمندہ پیراں اوپر سر دہر کے فرمایا
میں بُھلا میں بُھلا حضرت عفو کریں تائیں ○ کر مقبول نظر وچہ شاہا کراں بے ادبی ناہیں
شاہ کہیا مقبول ہویوں توں ٹولے وچہ فقیراں ◄► پر توں نہ متکبر ہوویں اگے خاص امیراں
اک دوجے تھیں ودھکے طاقت مند خدا فرمائے ○ دعویٰ خودی تکبر والا ہرگز پیش نہ جائے
کرے خوار تکبر جس دم شیطاں ی فرمایا ◄► لعنت خانے اندر اس نوں اللہ قید کرایا
پس پہلوان کریندا توبہ اپنے استبکاروں ❁ شاہ عنایت وافر کردے بھی منظور پیاروں

❖ کتاب کنز الرحمۃ: ۳۸، ۳۹ ❖

خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سکھ پہلوان کا غرور خاک میں ملا دیا

حضور غوثِ زمان حضرت بابا جی خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ بانی موہڑہ شریف کے آباواجداد ایران سے عہد اورنگ زیب عالمگیر میں ہندوستان آئے۔ آپ کی ولادت غالباً ۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۷ء میں ہوئی، آپ کے والد ماجد بچپن ہی میں داغِ مفارقت دے گئے۔ آپ کی تعلیم کا اہتمام والدہ محترمہ نے کیا۔ ۱۸۶۰ء میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد موضع جکیوٹ نزد راولپنڈی میں دینی مدرسہ قائم کیا۔ عبادت ریاضت کے ساتھ مُرشد کی تلاش میں تھے کہ آپ کو خواجہ نظام الدین الکیانی آستانہ عالیہ کہیاں شریف کشمیر میں حاضری کا ارشاد ہوا، چنانچہ آپ کہیاں شریف پہنچ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک ہو گئے۔ خواجہ حضور نے خلافت واجازت بیعت سے نواز کر موہڑہ شریف کے دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں قیام کا حکم دیا۔ آپ نے ستر سال کا طویل عرصہ خلق خدا کی رہنمائی اور عبادت وریاضت میں گزارا۔ بے شمار راہ

طریقت کے سالک آپ کے ذریعے کمال تک پہنچے۔ تقریباً ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۳/ذی قعد ۱۳۶۲ھ/۱۳ نومبر ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک واصل بحق ہوئے مرقد انور موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خلائق ہے۔

....

عالمِ شباب میں نہایت وجیہہ، خوبصورت، متواضع، امین، منکسر المزاج، اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ ستودہ سے متصف تھے۔ اس کے علاوہ آپ ایک زور آور پہلوان بھی تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ اکھاڑے میں اترا اور مسلمانوں کو للکار کر کشتی لڑنے کی دعوت دی۔ جب کوئی بھی مسلمان مقابلے کے لیے نہ آیا تو حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی اسلامی حمیت نے جوش مارا اور سکھ کے غرور کو خاک میں ملانے کے لیے اکھاڑے میں اُتر آئے اور چند لمحوں میں اس مغرور سکھ کو چاروں شانے چت کر دیا اور اپنی راہ لی۔ راستے میں آپ کو ایک خُدا رسیدہ بزرگ ملے۔ اُنہوں نے آپ سے فرمایا کہ مردانِ حق انسان کو نہیں بلکہ اپنے نفس امارہ اور شیطان کو پچھاڑا کرتے ہیں۔ جس کے فوراً بعد آپ کے دل میں مرشدِ کامل کی تحریک پیدا ہوئی۔ کچھ دیر تلاش کے بعد آپ کیاں شریف حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت بزرگ امام الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ مرشد نے حضرت خواجہ محمد قاسم صادق رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دستار مبارک اور جُبہ عطا فرما کر خلافت سے نوازا اور پہلی ہی ملاقات میں بیعت کی اجازت دے دی۔ آپ نے مری کے قریب کشمیری بازار سے تین میل نیچے دشوار گزار اور خوفناک مقام پر ڈیرہ لگا کر جنگل کو منگل بنا دیا۔ بالآخر یہی جگہ موہڑہ شریف کے نام سے مشہور ہو گئی۔ لوگ جوک در جوک یہاں کی حاضری کو اپنی سعادت سمجھنے لگے۔ فیض پانے لگے۔ یہ سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔ (جواہر نقشبندیہ: ۵۸۳، شاہ فخر الفقر موہڑوی: ۳۰)

....

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک عقیدت مند پہلوان

قُطبِ جہاں، غوثِ زماں، دستگیرِ بے کساں، رہبرِ کاملاں، فیضِ مستطاب، عالی جناب، حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت پیر سید نذر دین عرف حضرت اچّی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف میں یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ مُطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز سوموار پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان اپنی پہلی جنگِ آزادی کے خونین دور سے جسے انگریز مؤرخین نے ''غدرِ دہلی'' کا نام دیا ہے، گذر کر مکمل طور پر انگریزوں کے پنجہء استبداد میں آ چکا تھا، سلطنت مُغلیہ ہمیشہ کے لیے دم توڑ چکی تھی اور دین اسلام کی ہدایت و علم کے روشن چراغ انقلاب زمانہ کے ہاتھوں یا تو گُل ہو چکے تھے یا قید و بند کی صعوبتوں میں ایامِ حیات گذار رہے تھے یا ترکِ وطن کر کے برِ صغیر سے ہمیشہ کے لیے رُخصت ہو چکے تھے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے خانقاہ کے مدرسہ میں حاصل کی، حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ زبانی یاد کر کے یعنی حفظ کر کے سُنا دیا کرتے تھے، جب قرآن مجید ختم کیا تو اُس وقت سارا قرآن پاک آپ کو بلا اِرادہ حفظ ہو چکا تھا۔ آپ اعلیٰ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ جلد ہی خرقہء خلافت سے نوازے گئے۔ پھر آپ نے دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے آبائی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو ہی مرکز رشد و ہدایت بنایا۔

آپ ایسے ولی کامل تھے کہ جن کی نگاہِ فیض و کرم نے ہزاروں انسانوں کی تقدیر بدل دی جن کی روحانی توجہ نے لاکھوں بندگانِ خدا کے سوئے ہوئے مقدر جگا دیئے، جن کے دستِ دعا نے بیماروں کو شفا بخشی اور دکھیوں کو سکھ عطا کیا، بے اولادوں کو اولاد اور بے مرادوں کو دامن گوہر مراد سے بھر دیا۔ ایسے غوثِ زماں تھے کہ جن کے دریائے ولائیت سے تشنگانِ حقیقت و معرفت اپنی اپنی پیاس بجھا کر جاتے اور جن

کے چشمہء رشد و ہدائیت سے نسلِ انسانی کے دلوں کو اجڑی ہوئی کھیتیاں سرسبز ہوئیں۔

ایسے مردِ درویش کہ جنہوں نے گولڑہ شریف کی پہاڑیوں پر رشد و ہدائیت کی ایک ایسی شمع جلائی کہ جس کی روشنی سے ہزاروں انسانوں کو کھوئی ہوئی راہ مِل گئی اور لاکھوں بندگانِ خدا کے تاریک دلوں میں نورِ عرفان پیدا ہوا، جس کی ضیاء سے دور دور تک کے ضلالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے اور جس کو لَو سے سرزمینِ پاک و ہند میں حقیقت و معرفت کی روشنی پھیل گئی۔ آپ نے تمام جھوٹی تحریکوں، جماعتوں کا مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کامیابی کے جھنڈے لہرائے مثلاً جب مرزا غلام احمد قادیانی نی اپنی انگریزی، بناسپتی اور جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو گمراہ و بے دین کر شروع کر دیا تو آپ نے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو للکارا۔ لاہور میں ایک تحریری مناظرہ کا انتظام کیا گیا۔ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے آپ نے فرمایا مرزا صاحب تم اپنے آپ کو نبی کہتے ہو اور میں نبی کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں، میز پر قلم دوات اور کاغذ تم بھی رکھ دو اور میں بھی رکھ دیتا ہوں جس کا قلم کاغذ پر خود بخود لکھے وہی سچا ہے۔ مرزا یہ سن کر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا قلم کاغذ پر خود بخود لکھ رہا ہے۔ آپ نے تبلیغ وارشاد کے ساتھ ساتھ بے مثال یادگار تصانیف بھی چھوڑی ہیں۔ مثلاً تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ❋ شمس الہدایۃ فی اثباتِ حیات المسیح ❋ سیفِ چشتیائی ❋ اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُہل بہ لِغیرِ اللہ ❋ الفتوحات الصمدیہ ❋ تصفیہ مابین سُنی و شیعہ ❋ فتاویٰ مہریہ ❋ وغیرہ۔ بالآخر آپ اس فانی دُنیا کو چھوڑ کر یوم سہ شنبہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مُطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو بارگاہِ ربُ العزت اور رفیقِ اعلیٰ کی طرف سفر فرمایا۔

....

"سیفِ چشتیائی" اور "ملفوظاتِ طیبات" میں درج ہے کہ سات برس کی عمر میں آپ کو خواب میں شیطان سے قوت آزمائی ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں شیطان نے مجھے کہا کہ آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو۔ جب میں اُسے گرانے کے قریب

ہوتا تو دل میں خوشی پیدا ہوتی کہ میں غالب آرہا ہوں، مگر اچانک رُخ بدل جاتا اور جب وہ مجھے گرا لینے کے قریب ہوتا تو تائید الٰہی سے میری زبان پر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جاری ہو جاتا اور وُہ مغلوب ہونے لگتا۔ تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں اُسے گرانے میں کامیاب ہو گیا۔ ﴿مہرِ منیر: ۶۵﴾

....

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ذہنی اور رُوحانی قوتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی قوتوں سے بھی نوازا تھا۔ گو آپ کا بیشتر وقت تحصیلِ علم اور عبادتِ الٰہی میں بسر ہوتا تھا اور شائید گھوڑے کی سواری کے علاوہ عمر بھر کسی دوسری ورزش کا اہتمام نہ ہو سکا، لیکن آپ کی صحت اور اعصاب باقاعدہ ورزش کرنے والوں سے کسی طرح کم نہ تھے۔ حتیٰ کہ ساٹھ برس کی عمر تک آپ کے بازوؤں پر چٹکی نہیں لی جا سکتی تھی۔

جناب بابو جی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک عقیدت مند پہلوان نے کشتی میں فتح و کامیابی کے لئے دُعا کی اِستدعا کی تو فرمایا ذرا پاؤں تو دابو، دیکھیں تم میں کتنا زور ہے۔ اُس نے تھوڑی دیر تک پوری قوت سے آپ کے پاؤں دابے، اور پھر اُس کا پسینہ پھوٹ نکلا، مگر آپ خاموش بیٹھے رہے۔ آخر مُسکرا کر فرمانے لگے: بس اِسی بَل بوتے پر پہلوانی کرتے ہو۔ حالانکہ وہ بہت مضبوط جسم اور طاقتور انسان تھا۔

﴿مہرِ منیر: ۷۸﴾

خواجہ سیّد غلام رسول شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور شوقِ کشتی

حضرت خواجہ سیّد غلام رسول شاہ بخاری قدس سرہ العزیز کے والد کا نام نامی اسم گرامی سید احمد شاہ تھا۔ آپ ۲۵ رصفر المظفر ۱۲۵۶ھ مطابق ۷ رمئی ۱۸۴۰ء بروز سوموار کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور بچپن ہی میں

قرآن پاک حفظ کرلیا۔ آپ خواجہ خواجگان سلطان طریقت شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خصوصی خلفاء میں سے ہیں۔ مرشد پاک کی خدمت میں تقریباً چار سال رہ کر سلوک و تصوف کی اعلیٰ منازل طے کر کے بلند مقام حاصل کیا۔ پیر و مرشد نے خرقہ خلافت عطا فرمانے کے ساتھ آپ کو سنگ مرمر کی سفید تختی مصلیٰ عصا اور ایک تسبیح عنایت فرمائی۔ پیر و مرشد کی اجازت سے اپنے ہی علاقے شکریلہ شریف کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنایا۔ آپ ہر روز ۵۰۰۰ ہزار بار درود شریف اور ہزار رکعات نماز نفل پڑھا کرتے تھے قرآن باقاعدگی سے پڑھتے تقریباً پندرہ سیپارے روزانہ پڑھتے تھے۔ ۷۰ رسال کی عمر شریف پاکر ۱۳ر رجب ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۶ر اگست ۱۹۱۰ء بروز بدھ اس دُنیا فانی سے کوچ کر گئے ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ شکریلہ شریف نزد سرائے عالمگیر میں آپ کا مزار شریف مرجع خلائق عام ہے۔ ۱۵ر چیتر کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔

....

آپ جوانی میں کشتی اور کبڈی کے پہلوان تھے جہاں کہیں کبڈی و کشتی وغیرہ کا اکھاڑا جمتا آپ اُس میں حصہ لیتے اور اپنی طاقت کا لوہا منواتے آپ کی شہ زوری کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔

آپ اپنے ہر مدِ مقابل پر فتح یابی کی غرض سے برائے دُعا سیال شریف حاضر ہوئے اُس روز سیال شریف میں حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ھ) کا عرس مبارک تھا مخلوق کا انبوہ کثیر جمع تھا اور دریائے جہلم کی دوسری جانب سے لنگر کا آٹا بذریعہ کشتی لایا جا رہا تھا کہ اوپر سے سیلاب آگیا درویش و خدام دریا کی طرف عازم سفر ہوئے آپ بھی ان میں شامل ہو گئے بڑی مشکل سے کشتی کنارے لگی دو دو آدمی ایک بوری اُٹھاتے اور محفوظ مقام پر پہنچا دیتے۔ حضرت محبوب سُبحانی خواجہ سیّد غلام حیدر جلالپوری نے یہ دیکھا تو آپ کو فرطِ انبساط سے گلے لگا لیا

بایں سبب آپ درویشوں میں مقبول ہو گئے۔

حضور خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ مجلس میں جب تشریف لائے تو خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ کون بہادر ہیں جنہوں نے دریا سے لنگر کا آٹا بچا نکالا ہے ۔پیر غلام رسول شاہ اور دوسرے چند نوجوان کھڑے ہوئے آپ نے باری باری سب کو دُعا دی۔ آپ کو خواجہ غلام حیدر شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر حاضر خدمت کیا تو خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

عرض کیا! حضور میرا نام رسول شاہ ہے جہلم کے قریبی علاقہ شکر یلہ سے آیا ہوں ۔پہلوانی کا شوق ہے اور ایسے تعویذ کا متمنی ہوں کہ جس کی برکت سے ہر حریف پہ فتح پا سکوں۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ ماری اور ارشاد فرمایا! شاہ صاحب آپ رسول شاہ کی بجائے غلام رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بنیے ۔اور فرمایا! شاہ صاحب دُنیا میں انسان کا سب سے بڑا مدِ مقابل اُس کا اپنا نفس ہے۔ جو نفس پہ غلبہ پالے وہی حقیقت میں پہلوان ہے، آپ انسانوں سے کشتی نہ لڑیں بلکہ اپنے نفس سے لڑیئے۔ خواجہ شمس العارفین کی گفتگو نے آپ کی طبیعت پہ ایسا اثر کیا کہ فوراً بیعت کے لئے عرض کیا اور پھر اُسی وقت سعادتِ بیعت سے مشرف ہو گئے۔

سعادتِ بیعت کے بعد آپ ایک عرصہ عبادت الٰہی میں مسلسل مشغول رہے مجاہدات کیے اور تزکیہ نفس کے لئے سرگرم عمل رہے اور بہت جلد مقصد میں کامیابی پالی، چار چوکوٹ سنائی دی کہ شکر یلہ میں کوئی مرد خدا رہتا ہے اور وہ شکر یلہ جہاں آپ آباد تھے شکر یلہ سے شکر یلہ شریف کہلانے لگا باطنی فیضان کا گویا دریا جاری ہو گیا تشنہ کامانِ طریقت حاضر ہونے لگے اور ساقیِ کوثر کا نوازہ پیالے بھر بھر کے مئے وحدت تقسیم کرنے لگا۔

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مئے پیالوں سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

شکریلہ شریف چند دنوں میں مرکز مہر و وفا اور مرجع خلائق بن گیا۔ دور دراز سے خلقت آنے لگی اور دل کی مرادیں پانے لگی۔

حیاتِ قلندر: ۲۹ ❖ بستانِ صوفیاء: ۶۸

سائیں علم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پہلوان کو چت کر دیا

حضرت سائیں علم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۸ء / گوجرہ) کو کھیل کود کا دیکھنے کی حد تک بہت شوق تھا۔ لیکن انڈیا میں ایک مرتبہ علی محمد گجر پہلوان نے آپ کے خاندان والوں کو کشتی کا چیلنج دیا کافی لوگ جمع تھے اور وہ پہلوان کپڑے اتار کر میدان میں کود پڑا مقابلے کے لیے سائیں علم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے اس پہلوان سے کہا کہ آج تم ہمارے اس نوجوان سے مقابلہ کرو۔ انہوں نے زبردستی سائیں علم الدین کو اس پہلوان کے مقابلے کے لئے اُتارا۔ آپ نے فوراً ہی اسے چت کر لیا۔

گوجرہ میں بھی چھوٹے بچوں کو اپنے گھر یا گلی میں کشتی کرواتے تھے۔ جو جیت جاتا اسے فوراً ٹافی کے لیے پیسے نکال دیتے۔ اس کے جانے کے بعد ہارنے والے بچے کی ہمت افضائی کے لیے اسے بھی چپکے سے اپنی جیب سے ٹافی کھانے کے لیے پیسے نکال کر دے دیتے وہ بھی خوشی سے دوڑ کر دوکان پر پہنچ جاتا۔

سندھ میں ایک مرتبہ گوٹھ نور الدین والوں نے گوٹھ سردار محمد یعنی آپ کی گوٹھ والوں سے کبڈی کا میچ رکھا لیا۔ آپ کی گوٹھ چھوٹی تھی۔ اس لیے ٹیم بھی ہلکی یعنی کمزور تیار ہوئی مقابلہ شروع ہوا۔ آپ بھی بڑے شوق سے یہ میچ دیکھ رہے تھے۔ پہلے تو آپ کے گاؤں والوں کی ٹیم ہارنے لگی۔ پھر آپ نے مٹی پر کچھ پڑھ کر میدان میں پھینکی تو فوراً ہی صورتِ حال اُلٹ ہو گئی، بالآخر آپ کے گاؤں والی ٹیم جیت گئی۔ سب حیران رہ گئے۔ ❖ قربِ الٰہی: ۲۲۸ ❖

برداشت کرنا بھی پہلوانی ہے

اِکی صاحب دل نے اِکی زور آور پہلوان نوں ڈاڈھا غصے تے قہر وچ ویکھیا اوہدے موںہوں جھگ وگ رہی سی۔ صاحب دل نے پچھیا اِہدی حالت کیوں انج ایں لوکاں آکھیا جی فلانے شخص اوہنوں گال کڈھی اے تاں پیا وٹ کھاندائے صاحب دل فرمایا چھچھورا ہزار من پتھر چالیندا اے تے اِک نکی جیہی گل نوں سہن دی طاقت نہیں رکھدا۔

مرد پنے دا چھڈ دیہہ دعویٰ تیں وچہ زور نہ جانی
مرد نہیں نفسانیاں تو تے ہیں کوئی نری زنانی
منہ کسے دا کرتوں مٹھا جے پیندا ہتھ بھائی
مُکا کسے دے جڑیاں ایہ کیہڑی جنیائی
جے کوئی شخص ہاتھی دا متھا چیر تروڑ وگاوے
پر جے مردی نہیں اُس اندر ناہیں مرد کہاوے
خاکی آدمی بنیاں خاکوں جھک جائے شام صباحیں
جیکر خاک وانگوں نہیں عاجز خاکی آدمی ناہیں

﴿پنجابی گلستان: ۷۰ راز دائم اقبال دائم﴾

گاماں پہلوان کی پشت پر تاجدارِ مدینہ ﷺ کا دستِ مبارک

ایک طاقتور پہلوان افغانستان سے گاماں پہلوان کی شہرت سن کر لاہور آیا۔ اس نے گاماں پہلوان کو چیلنج کیا کہ میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ افغانستان اور سرحد کی جانب سے جو لوگ لاہور آتے ہیں خواہ وہ کسی مقصد کے لئے آتے ہیں پہلے حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اور خاوند ایشان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ اس افغانی پہلوان نے حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور سرِ شام بیگم

پورہ میں حضرت خاوند محمد ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر چلا گیا۔ افغانستان کے کسی صاحب نظر بزرگ نے اسے کہا تھا کہ اگر تم رات وہاں سوئے تو وہ تم کو ضرور ملیں گے۔ اگر جاگ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہو گے تو حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ تم سے ضرور ملیں گے۔ تم گڑگڑا کر عرض کرنا کہ آپ میری پشت پر ہاتھ رکھ دیں اگر انہوں نے تمہاری پشت پر ہاتھ رکھ دیا، تو فتح تمہاری ہوگی۔ اس نے رات ذکر الٰہی میں گزاری تو آدھی رات کے بعد حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور پہلوان کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئے۔ پہلوان قدموں میں گر گیا۔ اور آبدیدہ ہو کر کہا کہ آپ اگر میری پشت پر ہاتھ رکھ دیں گے تو مجھے ضرور فتح نصیب ہوگی آپ نے فرمایا میں تمہاری پشت پر ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔ پہلوان نے پھر رو کر یہی کہا آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ بہتر ہے تم واپس چلے جاؤ۔ اس نے تیسری مرتبہ کہا کہ آخر آپ میری پشت پر ہاتھ کیوں نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری پشت پر اس لئے ہاتھ نہیں رکھ سکتا کہ گاماں پہلوان کی پشت پر تاجدارِ مدینہ، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ہے، واپس چلے جاؤ اور وہ واپس چلا گیا۔ کشتی گیری عبادت ہے۔ اگر کوئی پہلوان اسے عبادت کا درجہ دیتا ہے، میدان میں برکت ہوتی ہے۔ گاماں درویش پہلوان تھا۔ وہ بارہ سال جتی ستی رہا۔ یعنی عورت کے نزدیک نہیں گیا اس نے کشتی جب لڑی تو باوضو ہو کر لڑی اور کشتی کے فن کو عبادت کا درجہ دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری عمر اس کی پشت نہیں لگنے دی اور دوسرے گاماں پہلوان کی پشت پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا بڑھاپے میں مالی حالت انتہائی کمزور ہوگئی۔ زیادہ تر بھاٹی دروازے کے باہر چوک میں اپنے شاگرد شفیع مشین مین کے پاس بیٹھتے تھے۔ ایک دن انتہائی گھبرائی ہوئی حالت میں تیزی سے گاماں پہلوان آیا چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، پسینے چھوٹ رہے تھے۔ شفیع پہلوان بھی گھبرا گیا اور کہا پہلوان کیا بات ہے۔ پہلوان نے کہا اوئے شفیع! میری جیب کٹ گئی ہے۔ شفیع سمجھا یقیناً رقم زیادہ ہوگی اس لئے پہلوان پریشان ہے۔ شفیع نے کہا: پہلوان رقم

کتنی تھی۔ گاماں پہلوان نے کہا: شفیع رونا تو یہی ہے۔ میری جیب میں صرف پانچ روپے تھے سب ہنسنے لگے تو پہلوان نے کہا پریشانی تو یہی ہے کہ جیب کترا کیا کہے گا کہ اتنا بڑا پہلوان اور جیب میں صرف پانچ روپے۔ زندگی کے آخری دنوں میں کمزور ہو گئے تھے اور میو ہسپتال میں داخل تھے۔ ڈیلی پاکستان ٹائمز کے کارٹونسٹ محمود بٹ کے آپ سے گہرے مراسم تھے۔ محمود بٹ تن ساز تھا اور دُنیا کے بہت سے ممالک میں تن سازی کے مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا۔ کئی گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کئے ،مسٹر پاکستان بھی رہا، وہ روزانہ گاماں پہلوان کی عیادت کو جاتا، وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں گیا تو پہلوان نے مجھے دیکھ کر غصے سے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہا کہ ''محمود اس حالت میں میرے سامنے نہ آیا کر'' میں ناپاک جسم کے ساتھ چلا گیا تھا، میں واپس گیا نہا کر پھر آیا تو پہلوان نے کہا بیٹا پاکیزگی ہر میدان میں کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔

﴾ بلاد الاولیاء: ۲۹۳ ﴿

پہلوان سائیں امام دین ملتانیہ کو بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی امداد

سائیں امام دین ملتانیہ علاقہ قصور کا نامی گرامی پہلوان تھا۔ حنفیہ ہائی سکول قصور میں اس نے اپنا ایک مستقل اکھاڑہ بنا رکھا تھا۔ جہاں یہ خود بھی اور اپنے کئی ایک شاگردوں کو فنِ پہلوانی سکھاتا اور جوڑ (پریکٹس) رات گئے تک کرتے رہتے، کیونکہ سائیں امام دین کا کشتی کا مقابلہ ایک زبردست سکھ پہلوان سے ہونے والا تھا۔ اس لیے رات کے بارہ ایک بجے تک جوڑ کرتے رہتے۔ ایک رات اکھاڑہ سے فارغ ہو کر جامع مسجد متھمانوالی بیرون گیٹ متھمانوالہ قصور میں آئے۔ مسجد ھذا کے اُس وقت کے امام میاں شیخ حافظ عباس علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو کہ بڑے خدا رسیدہ، بزرگ اور ولی کامل تھے۔ یہ بھی رات گئے تک مہمانوں کی خدمت گزاری میں لگے رہتے اور پھر اپنے ذکر واذکار میں مصروف ہو جاتے۔ پہلوان سائیں امام دین ملتانیہ کا ان کے

پاس آنا جانا ہی نہ تھا بلکہ ان سے گہرے مراسم اور مبنی بر خلوص سچی دوستی اور پیار تھا۔ یہ دونوں مسجد میں موجود تھے کہ اچانک رات آڑھائی بجے کے قریب حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہٗ تنہا تشریف لے آئے چونکہ میاں حافظ عباس علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید تھے اور ہم راز بھی تھے دونوں نے اُٹھ کر استقبال کیا، بغل گیر ہوئے دَست بوسی کی، خیر و عافیت دَریافت کی، تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے سے پہلے فرما دیا، کھانا پینا کچھ نہیں بلکہ آؤ عباس علی! حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مل آئیں۔ اسی وقت یہ تینوں حضرات دربارِ عالیہ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ قبر انور شق ہوئی حضرت بابا بلھے شاہ قدس سرہٗ مزار سے باہر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بغل گیر ہوئے، مصافحہ کیا، آمنے سامنے کافی دیر رازدارانہ گفتگو جاری رہی، اختتام مجلس پر حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا یہ دونوں بھی آپ کے ساتھ آئے ہیں، ان سے دریافت کریں انہیں کیا چاہیے؟۔ اُس وقت سائیں امام دین نے فوراً عرض کی حضور بابا! میرا کشتی کا مقابلہ ایک زبردست سکھ پہلوان سے ہے، پس چاہتا ہوں کہ اس مقابلہ میں جیت جاؤں، چونکہ ایک کافر سے مقابلہ ہے۔ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا: ”جا اوے امام دینا! توں جیت گیا ایں“۔ اس کے بعد حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مرقد انور میں معروف ہو گئے اور یہ تینوں حضرات واپس آ گئے۔ راستہ میں جاتے حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”امام دینا! کجھ ہور وی منگ لیندوں، منگیا تے کی منگیا“۔ سائیں پہلوان نے کہا حضور مجھ پر مقابلہ ہی سوار تھا، اس لیے یہی منہ سے نکلا۔ چنانچہ اِس مقابلہ میں سائیں امام دین ملتانیہ کو زبردست کامیابی ہوئی اور پورے علاقہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے اِسے شہرت اور کامیابی ہوئی۔

❖ سوانح حیات بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ: ۹۸ از علامہ منظور احمد نوری ❖

شیرِ اہل سنت علامہ عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جن کی مرمت کرنا

مناظرِ اہلسنت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری حامدی رضوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۹ء بمطابق ۱۳۳۸ھ شیخوپورہ کے موضع ہردو بریار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی قدر کا نام چوہدری نواب دین تھا جن کا آبائی پیشہ زمیندارہ تھا۔ آپ نے دینی تعلیم مولانا احمد دین، سکھیکی منڈی ◻ مناظرِ اہلسنت و جماعت قاضی عبدالسبحان کھلابٹی رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف ◻ مولانا خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف ◻ حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد جیسے جید علمائے اہلسنت سے حاصل کی ◻ آپ کو حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ بریلی شریف میں دورانِ تعلیم آپ کو والدہ محترمہ کی وفات کی خبر ملی جسے سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے۔ آپکی پریشانی دیکھ کر محدثِ اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو اسباق جاری رکھنے کی تلقین کی اور ساتھ ہی یہ تسلی دی کہ اسباق کا ضیاع ساری زندگی تیرے ساتھ ناکامیوں کو وابستہ کر دیگا جبکہ بعد میں والدہ مرحومہ کی قبر مبارک کی زیارت کر کے اپنے دل کو آرام پہنچا لینا۔ حضرت شیر اہل سنت نے ان کی اس بات کو اپنے پلے باندھ لیا اور اسباق کے تسلسل کو جاری رکھا۔ مقررہ چھٹی پر اپنی والدہ مرحومہ کی قبر کی زیارت کر کے اپنے لیے حج کا ثواب محفوظ کر لیا۔ تعلیم حاصل کر کے پہلے آپ امرتسر پھر حزب الاحناف تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ لاہور قیام کے بعد آپ سانگلہ ہل تشریف لے آئے جہاں آپ نے جامعہ نقشبندیہ رضویہ کا قیام رکھا، آپ کو مطالعہ کتب سے انتہا درجے کا عشق تھا اس ضمن میں آپ کے خادم صوفی جلال دین صاحب کی زبانی ایک واقعہ سنئے "آپ اکثر رات کو جب تقریر سے فراغت کے بعد گھر تشریف لاتے تو مجھے فرماتے کہ اگر کہیں سے ہو سکے تو مجھے بکری کا دودھ لا دو۔ آپ اس دودھ سے اپنی آنکھوں کو

دھوڈالتے اور فرماتے کہ اس سے نیند دور ہو جاتی ہے اور مطالعہ بھی خوب ہو جاتا ہے"۔

جون ۱۹۷۹ء میں پیر عبدالقادر جیلانی کی دعوت پر انگلینڈ تشریف لے جا کر تبلیغ دین کی خدمات سرانجام دیں۔ دین حق کی سربلندی کی خاطر ۱۹۵۹ء کو آپ کو مخالفین کی سازشوں سے قید و بند صعوبتیں بھی جھیلنا پڑیں۔ شیخوپورہ میانوالی اور ملتان کی جیلوں میں ظلم و ستم کی بوچھاڑ کے باوجود آپ کے پایہء استقلال میں رتی بھر فرق نہ آیا۔ بالآخر ۱۷ ماہ بعد آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ حضرت شیرِ اہل سنت نے دورانِ تبلیغ بڑی محنت و مشقت سے زندگی کے دن گزارے مسلسل محنت کے باعث آپ کافی کمزور ہو گئے تھے اسی دوران آپ کو جگر کی تکلیف شروع ہو گئی جو آپ کی وفات پر ملال کا سبب بنی مختصراً ۲۲ راپریل ۱۹۸۱ء کو ۶۲ سال تک علم و عرفان کا یہ سورج اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمکنے کے بعد غروب ہو گیا۔

....

نذیر احمد جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیرِ اہل سنت، مناظرِ اہل سنت، حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سانگلہ ہل (م ۱۹۸۱ء) ایک جگہ جلسہ سے خطاب کے بعد نوافل ادا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے نوافل ادا کیے۔ پھر تہجد کی نماز پڑھی، پھر ذکر اذکار اور وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں فجر کی اذان ہوئی، فجر کی نماز کے بعد میں نے آپ کی کتابوں والا صندوق اُٹھایا اور ساتھ چل پڑا۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ٹرین آنے میں ابھی وقت باقی تھا۔ ٹرین وقت پر پہنچنے سے لیٹ ہو گئی تو حضرت شیرِ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جیرو (آپ مجھے پیار سے کبھی جیرو، کبھی جیرا بلاتے تھے) دیکھو! اسٹیشن والی مسجد میں کتنا گرد و غبار ہے۔ گاڑی آنے تک ہم مسجد کی صفائی ہی کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جاؤ! کنوئیں سے پانی لاؤ تاکہ کچی مٹی پر پانی چھڑک دیں، گرد و غبار بیٹھ جائے۔ پھر جھاڑو دے دیتے ہیں۔ نذیر احمد صاحب بیان

کرتے ہیں کہ میں نے پانی کھینچنے کے لیے "بوکا" (پانی کھینچنے کے لیے ڈول نما چیز ہوتی ہے) نیچے کیا تو ایک بھیانک شکل، بڑے بڑے بالوں والا ریچھ نما جن باہر نکل آیا، اُس نے مجھے زور سے تھپڑ مارا۔ میں خوف زدہ ہو کر حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آگیا اور سارا واقعہ سنایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو پریشان نہ ہو، ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کنوئیں پر گئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن کو فرمایا کہ ہم مسجد کی صفائی کرنے لگے ہیں۔ ہمیں پانی لینے دو، ہمارے کام میں رکاوٹ نہ بنو، وہ نہ مانا اور اکڑ دکھانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری مرتبہ بھی اسی طرح فرمایا: وہ تکبر اور غرور کرتا رہا۔ تیسری بار جب وہ نہیں مانا تو پھر آپ نے اسے پکڑ لیا اور خوب چھترول کی۔ مکّے، لاتیں اور گھونسے لگائے۔ پٹائی کے بعد وہ جن معافی مانگنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معاف کر دیا اور فرمایا: کبھی دوبارہ ادھر مت آنا۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نذیر احمد جسے آپ پیار سے جیرا کہتے تھے، سے کہا کہ پانی لاؤ اور جلدی جلدی کام مکمل کر لیں۔ جن کی پٹائی اور کشتی میں خاصہ وقت خرچ ہو چکا تھا۔ ٹرین بھی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ مسجد کی صفائی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کنوئیں کے پانی سے غسل کیا، اتنے میں ٹرین اسٹیشن پر پہنچ گئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سامان وغیرہ ٹرین میں رکھا اور واپس پہنچ گئے۔

راستے میں نذیر احمد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آئندہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوبارہ نہیں آنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں کو یہ جن وغیرہ کچھ نہیں کہہ سکتے، ہم نے اُسے شکست فاش دی ہے اور بھگانے میں کامیابی حاصل کی ہے، لہٰذا پریشان نہ ہو۔

نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت شیرِ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آج تک ایسا بندہ مجھے نہیں ملا، آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی شفیق محبت کرنے والے اور پرہیزگار انسان تھے۔ سفر میں ساتھ جانے والے کو خوب موج کرواتے تھے اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں سے

نوازتے تھے۔ کھانے وغیرہ بھی کھلانے میں بے مثال تھے۔ اللہ کریم ﷻ اُن کی قبر انور پر بے پناہ رحمتیں نازل فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خیر و برکت سے ہمیں بھی نوازے...... آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ (حضرت شیر اہلسنت: ۱۸)

شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کی مدد فرمائی

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ایک عظیم ہستی ولی کامل حضرت شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ قصبہ شہر فرید، بہاولپور (م ۱۹۰۱ء) کی حیات مبارکہ میں کہیں سے ایک قوی الجثہ پہلوان شہر فرید میں آ گیا۔ اسے اپنے فنِ کشتی اور زور بازو پر بہت گھمنڈ تھا اور اس نے اپنے پاؤں میں تین چار فٹ لمبی زنجیر ڈال رکھی تھی جو اس علاقہ کی روایات میں اس بات کا کھلا چیلنج تھی کہ جس شخص میں پہلوان سے کشتی لڑنے کی ہمت ہو وہ زنجیر پر اپنا پاؤں رکھ دے اور مقابلہ کے لئے سامنے آئے۔

مسمی بہار قوم داد پوترہ نام کا ایک شخص حضرت شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت! تین چار روز سے ایک پہلوان شہر فرید میں آیا ہوا ہے اور پاؤں مین زنجیر ڈالے اکڑ اکڑ کر بازاروں میں پھر رہا ہے۔ یہ پہلوان واپس جا کر کیا کہے گا کہ شہر فرید کے علاقہ میں کسی شخص میں مجھ سے کشتی لڑنے کی ہمت نہ تھی اور کسی نے میرے پاؤں کی زنجیر پر اپنا پاؤں رکھنے کی جرأت نہ کی۔ اس بات سے پورے علاقہ کی بدنامی ہوتی ہے۔ میں تو آج اس پہلوان کی زنجیر پر پاؤں رکھ کر مقابلہ کا اعلان کرتا ہوں۔

حضرت شیخ نے فرمایا! کوئی کسی زعم میں مبتلا ہے تو رہنے دو اور تم خواہ مخواہ ٹانگ نہ اُڑاؤ۔ چہیتا مرید بضد ہو گیا اور کہنے لگا! آپ میری پیٹھ پر ازراہ کرم تھپکی دیں میں ان شاء اللہ کل اس پہلوان سے ضرور کشتی لڑوں گا۔ حضرت شیخ مسکرائے اور بہار خاں

داد پوترہ کی پیٹھ پر دست مبارک سے تھپکی دی۔ راسخ العقیدہ مرید اللہ تعالیٰ، محمد ﷺ چار یار رضی اللہ عنہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ رحمۃ اللہ علیہ، قطب رحمۃ اللہ علیہ، فرید رحمۃ اللہ علیہ، کا نعرہ لگاتا ہوا اُٹھا اور پہلوان کو تلاش کر کے اس کے پاؤں کی گھسٹتی ہوئی زنجیر پر اپنا پاؤں رکھ کر اگلے دن کے لئے کشتی کے مقابلہ کا اعلان کر دیا۔

"لڑادے ممولے کو شہباز سے"

قصبہ میں منادی ہوگئی رات بھر ڈیروں میں عظیم الجثہ، قد آور پہلوان اور لاغر بدن، پست قامت بہار داد پوترہ کی کشتی پر تبصرے ہوتے رہے۔ شہر سے باہر کشتی ایک کھلے میدان میں ہوئی۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ حضرت شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ بذات خود تشریف فرما اُس مقام پر موجود تھے۔ مرید نے پہلوان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے۔ ہزاروں لوگوں نے دیکھا حضرت شیخ نے اپنے شانہ کی چادر کو مروڑا دیا اور دیو پیکر پہلوان چاروں شانے چت زمین پر آ گرا۔ میاں بہار داد پوترہ اس کے سینہ پر سوار تھا۔ پورا مجمع تالیوں کی آواز سے گونج اُٹھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!

﴿تاج العارفین: ۱۳۸/ پیر محمد اجمل چشتی فاروقی/ مرکز تعلیمات فریدیہ فرید منزل چشتیاں شریف بہاولنگر﴾

سکھ پہلوان کے مقابلے میں مسلمان پہلوان کی فتح

رئیس العلماء... تاج الفقہاء... عالمِ بے بدل... حضرت مولانا مولوی غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری چشتی بھیروی ثم لاہوری (م ۱۳۲۶ھ) کے خادم میاں محمد اکرم صاحب جو آپ کے خدام میں سے نہایت صادق الاعتقاد اور مخلص خادم تھے۔ بصدق زبان بیان کیا کہ میں شروع شروع میں فن پہلوانی کا شائق تھا۔ ان دنوں میرے ایک شاگرد پہلوان کو امرتسر میں ایک گرانڈیل شہ زور سکھ پہلوان سے کشتی لڑنے جانا تھا۔

اس کا مقابل کیونکہ اس کی نسبت بہت طاقتور اور تجربہ کار تھا اس لیے بادی النظر میں میرے شاگرد کی شکست یقینی تھی۔ امرتسر جانے سے پہلے میں اپنے شاگرد کو آپ کی خدمت میں دعا کے لیے لے آیا۔ آپ نے میرے حال پر کمال شفقت فرما کر ذرّہ نوازی فرمائی اُسے اپنے پاس بلا کر تھپکی دی اور اُس کی چھاتی پر اُنگلی سے کچھ تحریر فرما کر ارشاد فرمایا۔

امرتسر کے پل پر روبقبلہ کھڑے ہو کر یہ کہنا:

اے امرتسر کے قطب! لاہور کے قطب نے مجھے آپ کے سپرد کیا ہے

میری امداد فرمائیں

دوسرے دن کشتی تھی کیونکہ اس میں مسلمان پہلوان کا غیر مسلم سے مقابلہ تھا اس لیے مسلم اور غیر مسلم بے شمار لوگ دنگل دیکھنے کے لیے میدان میں پہنچے۔ جب دونوں پہلوان تیار ہو کر اور خم ٹھونک کر میدان میں نکلے تو میرے نحیف الجثہ اور کمزور سے شاگرد کو دیکھ کو مسلمان سہم گئے۔ انہیں اس بے جوڑ مقابلے میں میرے شاگرد کی شکست یقینی نظر آنے لگی، اس لیے وہ بددِل ہو گئے۔

لیکن خدا کے فضل و کرم سے میرا شاگرد ایک قطب وقت سے تھپکی لگوا کر آیا تھا اور اس علاقے کے قطب بھی اس کی اعانت پر تھے اس لیے جب اس نے اکھاڑے میں اُتر کر یا علی کا نعرہ لگایا تو اس کے مقابل پر اس قدر خوف وہراس چھا گیا کہ اُس نے جاتے ہی اُسے آسانی کے ساتھ چت گرایا اور اُس کی چھاتی پر چڑھ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگا۔

مسلمان، سکھ اور ہندو دنگل کے اِس عجیب وغریب نتیجے پر ششدر و حیران رہ گئے لیکن کشتی ایسی صاف ہوئی تھی کہ کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اس لیے منصفانِ کشتی نے میرے شاگرد کی فتح کا اعلان کر دیا۔ مسلمان نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے شاداں وفرحاں میدان سے واپس لوٹے۔ ﴿قطب لاہور: ۹۷﴾

عابد اور شیطان کا مقابلہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عابد کو جو کہ عرصہ دراز سے عبادتِ الٰہی میں مشغول تھا۔لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک قوم ہے۔جو ایک درخت کی پرستش کرتی ہے۔عابد سُن کر غضب میں آیا اور اُس درخت کو کاٹنے کے لیے تیار ہو گیا۔اس کو شیطان ایک شیخ کی صورت میں ملا اور پوچھا کہ کہاں جاتا ہے۔عابد نے کہا میں اس درخت کے کاٹنے کو جاتا ہوں جس کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔وہ کہنے لگا تو فقیر آدمی ہے۔تمہیں ایسی کیا ضرورت پیش آگئی کہ تم نے اپنی عبادت اور ذکر کو چھوڑا اور اس کام میں لگ پڑا عابد بولا! یہ بھی میری عبادت ہے۔شیطان نے کہا میں تجھے ہرگز درخت نہ کاٹنے دوں گا۔اس پر دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی عابد نے شیطان کو نیچے ڈال دیا اور سینہ پر بیٹھ گیا۔شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دے۔میں تیرے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔وہ ہٹ گیا۔تو شیطان نے کہا! اللہ تعالیٰ نے تم پر اس درخت کا کاٹنا فرض نہیں کیا اور تو خود اس کی پوجا نہیں کرتا پھر تجھے کیا ضرورت ہے۔کہ اس میں دخل دیتا ہے۔کیا تو نبی ہے، یا تجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ اس درخت کو کاٹنا منظور ہے۔تو اپنے کسی نبی کو حکم بھیج کر کٹوا دے گا۔عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔پھر ان دونوں میں جنگ شروع ہو گئی عابد اس پر غالب آ گیا۔اس کو گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ گیا، شیطان عاجز آ گیا۔اس نے ایک اور تدبیر سوچی اور کہا کہ میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں، جو میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے والی ہو، اور وہ تیرے لیے بہت بہتر اور نافع ہے۔عابد نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے بتاؤں اس نے چھوڑ دیا تو شیطان نے کہا تو ایک فقیر آدمی ہے۔تیرے پاس کوئی شے نہیں، لوگ تیرے نان نفقہ کا خیال رکھتے ہیں کیا تو نہیں چاہتا کہ تیرے پاس مال ہو اور اس سے اپنے خویش و اقارب کی خبر رکھے اور خود بھی لوگوں سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرے۔اس نے کہا یہ بات تو دل چاہتا ہے۔تو شیطان نے کہا کہ اس درخت کے کاٹنے کے ارادے سے باز آ جائیں ہر روز ہر رات کو تیرے سر کے پاس دو دینار رکھ دیا

کروں گا۔ سویرے اٹھ کے لے لیا کر اپنے اہل و عیال و دیگر اقارب و ہمسایہ پر خرچ کیا کر۔ تیرے لیے یہ کام بہت مفید اور مسلمانوں کے لیے بہت نافع ہوگا۔ اگر یہ درخت تو کاٹے گا اس کی جگہ اور درخت لگالیں گے۔ تو اس میں کیا فائدہ ہوگا۔ عابد نے تھوڑا فکر کیا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا۔ میں کوئی نبی نہیں ہوں کہ اس کا قطع مجھ پر لازم ہو اور مجھے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے کاٹنے کا امر فرمایا ہے کہ میں نہ کاٹنے سے گنہگار رہوں گا اور جس بات کا اس شیخ نے ذکر کیا ہے۔ وہ بے شک مفید ہے۔ یہ سوچ کر عابد نے منظور کر لیا۔ اور پورا عہد کر کے واپس آ گیا۔ رات کو سویا صبح اُٹھا تو دو دینار اپنے سرہانے پا کر بہت خوش ہوا اِسی طرح دوسرے دن بھی دو دینار مل گئے۔ پھر تیسرے دن کچھ نہ ملا تو عابد کو غصہ آیا اور پھر درخت کاٹنے کے ارادے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر شیطان اسی صورت میں سامنے آ گیا اور کہنے لگا اب کہاں کا ارادہ ہے۔ عابد نے کہا کہ درخت کو کاٹوں گا۔ اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جانے دوں گا اسی تکرار میں ہر دونوں کی کشتی ہوئی۔ شیطان نے عابد کو گرالیا اور سینہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اگر اس ارادے سے باز آ جائے تو بہتر ورنہ تجھے ذبح کر ڈالوں گا۔ عابد نے معلوم کیا کہ مجھے اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ کہنے لگا کہ اس کی وجہ بتاؤ کہ کل تو میں نے تم کو پچھاڑ لیا تھا آج تو غالب آ گیا ہے کیا وجہ ہے؟ شیطان بولا کہ کل تو خالص خدا کے لیے درخت کاٹنے نکلا تھا تیری نیت میں اخلاص تھا۔ لیکن آج دو دیناروں کے نہ ملنے کا غصہ ہے۔ آج تیرا ارادہ محض خدا کے لیے نہیں اس لیے میں آج تجھ پر غالب آ گیا۔

﴿ ❖ احیاء العلوم: ❖ تلبیس ابلیس: ۱۴۱ ❖ ﴾

سبق: ۔شیطان کے لیے زیادہ تکلیف دہ چیز خلوص ہے، شیطان مخلص بندوں پر غلبہ نہیں پا سکتا خدا تعالیٰ نے پہلے ہی اس کی تصریح فرما دی ہے۔ کہ الا عبادك منهم المخلصين معلوم ہوا کہ بندا شیطان سے اخلاص کے سوا بچ نہیں سکتا۔ اخلاص ہو تو شیطان کا کوئی بس نہیں اِسی واسطے شیطان خلوص کو لوٹنا چاہتا ہے۔ وہ بندے کے دل میں طرح طرح کے دنیوی فائدوں کے لالچ پیدا کرتا ہے۔ تاکہ بندہ لالچ میں آ کر خلوص کی دولت لٹا بیٹھے، خلوص لٹ جائے تو پھر کوئی نیک کام، نیک کام نہیں رہتا بلکہ ایسا مخلص

شیطان کے بس میں آجاتا ہے۔ نماز جو بڑا نیک کام ہے اس کے لیے حکم ہے **فصل لربك** نماز خاص اپنے خدا کے لیے پڑھو اور اگر یہی نماز دکھاوے کے لیے پڑھی جائے تو ھم یراؤن کے مصداق وہ جہنم کی کلید بن جاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو شیطان کے اس داؤ پیچ سے بچنا چاہیے اور ہر نیک کام خدا کی رضا کے لیے کرنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی برے کام سے روکنا صرف نبیوں کا ہی کام نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے غلام پر بھی لازم ہے کہ وہ حتیٰ الامکان برے کاموں سے روکے اور اس قسم کا خیال کہ "ہمیں کیا کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کی گور گردن پر" شیطان پیدا کرتا ہے۔ تا کہ کوئی برے کاموں سے نہ روکے اور شیطان کا کام ہوتا رہے۔ ❖ شیطان کی حکایات: ۱۰۳ تا ۱۰۷ ❖

کشتی کا مقابلہ اور بادشاہ کا قبولِ اسلام

مولانا قاری غلام احمد سیالوی مدظلہ "مفتی دارالافتاء آستانہ عالیہ سیال شریف رقمطراز ہیں کہ: ۲۳ رشعبان المعظم ۱۳۸۷ھ کو شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ترکوں کو اسلام سے مشرف فرمانے والی ہستی جناب شیخ الطریقت والشریعت حضور غریب نواز باوا فرید الملت والدین گنج شکر رضی اللہ عنہ ہی کی ذات گرامی ہیں۔ آپ کے خلیفہ جناب جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اس علاقہ میں تشریف لے گئے جنگل میں نماز صبح ادا فرمائی۔ ہلاکو خان کا لڑکا (ولی عہد) شکار کھیلتا ہوا وہاں سے گزرا۔ آپ کی قرأت سن کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا آپ کا قرآن پاک پڑھنا میں نے سنا ہے اور یقین کیا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ لیکن آج میں اسلام نہیں لاتا میرا والد ہلاکو خان جب فوت ہو جائے گا تو اس وقت آپ تشریف لانا میں اسلام قبول کرلوں گا۔ چنانچہ ہلاکو خان کی وفات کے بعد جب وہی لڑکا تخت نشین ہوا تو جناب جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنے خلیفہ کو وصیت فرمائی کہ ہلاکو خان کے لڑکے نے وعدہ کیا ہوا ہے تم میری طرف

سے جا کر وعدہ یاد دلانا اور دعوت اسلام دینا۔ جب خلیفہ تشریف لائے اور وعدہ یاد دلایا نیز جنگل کا واقعہ بتایا تو کہنے لگا ٹھیک ہے آپ وہی خلیفہ صاحب ہیں۔

فرمایا: ان کا وصال ہو گیا ہے ان کی وصیت کے مطابق میں آیا ہوں۔ جب بادشاہ اسلام لانے کو تیار ہو گیا تو نصیر الدین طوسی نے کہا اس طرح نہیں ہوگا بلکہ ایک شرط ہے وہ یہ کہ سکہ پگھلا کر ان کے منہ میں ڈالا جائے۔ اگر پی جائیں تو آپ اسلام قبول کر لیں ورنہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے بادشاہ تیرے وعدے میں یہ شرط نہیں ہے لیکن طوسی بڑا چالاک اور شاطر تھا کہنے لگا یہ تو ضرور ہوگا چنانچہ جلدی جلدی اس نے سکہ پگھلا کر خلیفہ کے منہ میں ڈالا تو آپ شربت کی طرح پی گئے۔ اب بادشاہ تیار تھا کہ طوسی نے دوبارہ چالاکی ظاہر کی، کہنے لگا اب تو چند آدمی آپ کے پاس ہیں۔ بادشاہ کا اس وقت اسلام قبول کرنا (ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنا) معمولی بات نہیں۔ اس لئے مجمع عام ہونا چاہیے تا کہ دوسرے بھی دیکھ کر اتباع کریں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک دن مقرر کر کے میدان وسیع میں تمام لوگ جمع ہو جائیں، وہاں خلیفہ صاحب ہمارے مشہور پہلوان سے کشتی کریں گے۔ اگر اس کو بھی گرا لیا تو پھر بادشاہ کو عام اختیار ہوگا۔ اگر چہ اس شرط سے بھی طوسی کا ناپاک ارادہ تھا کہ پہلے تو کرامت کی بنیاد پر سکہ پگھلایا ہوا پی گئے ہیں۔ اب پہلوان کے ہاتھوں تو یقیناً ختم ہو جائیں گے لیکن جب عام لوگوں کے سامنے کشتی کی صورت میں ایک طرف موٹا تازہ تجربہ کار طاقتور پہلوان اور دوسری طرف دبلے سے فقیر کی ہلکی پھلکی تصویر سامنے تھی۔ فقیر نے پہلوان کو ایک بازو سے پکڑ کر زمین سے اونچا اُٹھا لیا اور سر کے بل دے مارا۔ پہلوان نے آپ کی طاقت بیان کی کہ مجھے تو کوئی آفت معلوم ہوتی تھی جس نے مجھے سنبھلنے بھی نہ دیا بلکہ میرے تمام اعضاء سلب ہو گئے۔ اس وقت بادشاہ نے اسلام قبول کیا اور خلیفہ کو لکھا کہ آج سے میں بھی مذہب اسلام اور حقانیت میں تمہارا شریک ہوں۔ ❖ انوار قمریہ "ملفوظات خواجہ قمر الدین سیالوی": ۲۱۱ ❖

رُستم تے سہراب پہلوان دی داستان

ملک ایران (فارس) دا ناں دنیا دے نقشے اتے تہذیب، تمدن، ثقافت، علم ادب، سیہن، سپہ گری تے پہلوانی پاروں چمکدا آرہیا اے جیویں مندری وچ نگینہ ڈلکاں ماردا اک روشن تارا۔ ایران دی دھرتی نے بڑیاں وڈیاں شاہیاں دے نقارے سنے۔ دبدبے تے جاہ جلال دے سمے ڈٹھے، ایران دا شہد ورگا مٹھا پانی، معطر ہواواں۔ ہر گھر دے اگے سیب تے اناراں دے باغیچے بنیوں آؤن والیاں نوں کھچ لیندے سن۔ ایتھے تورانیاں تے ایرانیاں دے جھنڈے جھلدے رہے۔ ایران دی صنعت کاری، قالیناں، رومالاں تے دوجیاں نقاشیاں نے دنیا وچ لوہیا منوایا۔

ایتھوں دے پہلے دراتے دوجے داراویاں شاہیاں دے حالات تاریخ دے ورقیاں وچوں پڑھن نوں ملدے نیں۔ نوشیرواں دا عدل، زرتشت دا طلسم تے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ دیاں تصنیفاں "گلستان سعدی" تے "بوستان سعدی" علم ادب دے پڑ وچ اک سرمایہ نیں۔ ایس خطے نے سکندر اعظم یونانی (ریاست مقدونیہ) دیاں یلغاراں ڈٹھیاں۔ اِسلام دیاں شیدائیاں دیاں جنگاں دیکھیاں۔ ایتھے دین اِسلام دی تبلیغ کرن والے بزرگاں نے ریاضت، زہد تے عبادت کر کے روحانیت وچ اچا مقام پایا۔ ایس ملک دی مادری زبان فارسی نے سرکاری زبان بن کے ایران دے متھے دے ٹکے دا روپ دھاری رکھیا۔

ایران دے پہلواناں دیاں افسانوی داستاناں ہن تائیں سنن والیاں نوں اک کیف تے سرور مہیا کردیاں آرہیاں نیں۔

رُستم پہلوان ایران دا اک مشہور افسانوی ہیرو ہو گزریا اے۔ ایہدے

تے وال سکا رہی سی۔ جھروکے وچوں رُستم نوں تکیا۔ تاں اپنا دل دے بیٹھی رُستم نوں وی تہمینہ دے حسن نے موہ لیا۔ تہمینہ دی رضامندی نال رُستم افراسیاب دے محل وچ پروہنا بن کے رہیا۔ افراسیاب نے اپنی دھی تہمینہ دا نکاح رُستم نال کر دتا تے گھوڑا وی پرتا دتا۔ رُستم نے کجھ دن محل وچ گزارے۔ اک روز تہمینہ تے رُستم پھلاں دے باغیچے وچ بیٹھے سن کہ رُستم دا ایلچی آیا تے رُستم دی سوانی دا سنیہا دتا۔ نالے دسیا کہ دُشمن دیاں فوجاں سیستان دیاں حداں اُتے اُکٹھیاں ہورہیاں نیں۔ رُستم نے تہمینہ نوں دسیا کہ اُوہ اج دی رات اُوہدے کول گزار کے بھلکے سیستان نوں پرت جاوے گا۔ تہمینہ نے ہس کے دسیا کہ اُوہ اُمید نال اے۔ رُستم نے آکھیا۔ میں سیستان جا کے رنگلی ڈولی گھل کے تینوں اپنے کول بلالواں گا۔ تہمینہ نے آکھیا۔ میں اپنے پیکے گھر وچ رہ کے تیری کیہڑی نشانی نوں چم چم کے اکھاں نال لاواں گی تے اپنا دل پرچاواں گی۔

رُستم نے اپنے ڈولے نالوں ڈھولنا کھول کے تہمینہ نوں دتا۔ تے اک رومال لک نالوں کھول کے پھڑایا۔ پکی کیتی جے تیرے گھر پتر جمے تاں اوہدا ناں سہراب رکھیں۔ اوہدی پرورش کریں۔ میرا ڈھولنا اوہدے ڈولے نال بنھ دئیں۔ میری نشانی رومال دے کے اوہنوں سیستان ول گھل دئیں۔ جے دھی جمے تاں اپنے کول رکھ کے پرورش کریں۔ تہمینہ نال ایہہ قول قرار کر کے رُستم سیستان ول پرت آیا۔ ایہنے آ کے فوج دی سپہ گری سنبھالی تے تورانی بادشاہ افراسیاب دیاں فوجاں نوں کئی وار ہرایا تے آخر کیانی خاندان دے بانی کیقباد نوں ایران دے تخت اُتے بٹھا دتا۔ جدوں دیو سپید نے کیکاؤس نوں شکست دتی۔ تاں رُستم اوہدی مدد لئی نکلیا۔ راہ وچ اوہنے ست مہماں سر کیتیاں۔ جیہڑیاں "ہفت خوانی رستم" دے ناں نال مشہور نیں۔ اپنے مشہور گھوڑے رخش اتے سوار ہو کے طلسماتی گرز نال اوہنے ارژنگ دیو تے دیو سپید نوں قتل کر دتا تے کیکاؤس نوں جتایا۔ ایہناں مہماں وچ رجھیا رہن پاروں اوہ تہمینہ نوں رنگلی ڈولی وچ پا کے سیستان وچ نہ بلا سکیا۔

تہمینہ دے گھر اک چن ورگا پتر جمیا۔ تہمینہ نے رُستم دے وعدے مطابق اوہدا ناں سہراب رکھیا۔ پر پتر دی پیدائش لکا کے رکھی۔ ایلچی دے ہتھ اک رقعہ رُستم ول گھلیا تے دسیا کہ اوہدے گھر دھی جمی اے۔ رستم نے وعدے دے مطابق دھی نوں تہمینہ کول رہن دتا۔ کئی سال بیتے۔

سہراب اپنے پیو رُستم وانگوں بڑا دلیر تے شاہ زور نکلیا۔ بھورے وچ پلدا رہیا۔ تہمینہ نے قابل اُستاد رکھ کے سہراب نوں سپہ گری تے پہلوانی دے گر سکھائے۔ سہراب جوانی چڑھیا۔ ماں رُستم دا ڈھولنا سہراب دے ڈولے نال بنھ کے اوہنوں دسیا کہ اوہ اک نامور پہلوان تے سیستان دے حاکم رُستم دا پتر اے۔ سہراب نوں اپنے پیو نوں ملن دا بڑا شوق سی۔ پر رُستم تاں ہفت خوانی دیاں ست مہماں وچ کھبیا رہیا۔ ایس لئی سہراب اپنے پیو دا درشن نہ کر سکیا۔ تہمینہ نے رُستم دا رومال وی سہراب دے سپرد کردتا تے دسیا کہ ایہہ تیرے پیو دیاں نشانیاں نیں۔

افراسیاب نے اک وار فیر اپنی بچی کھچی فوج نوں جمع کیتا تے کیانی بادشاہ نال کئی جنگاں لڑیاں پر ہر واری ہار اُوہدے مقدراں وچ رہی۔ چھیکڑلی وار افراسیاب نے توران دے آل دوالے دے حاکماں نوں اپنے نال ملا کے اک بڑی وڈی جنگ دی تیاری کیتی۔ ایران تے توران دیاں فوجاں آمنے سامنے آئیاں۔ رُستم دے شاگرد ہر روز میدان وچ نکلدے رہے پر ہار جیت دا فیصلہ نہ ہویا۔ آخر کیانی بادشاہ نے رُستم نوں خود لڑن دی شفارش کیتی۔ اودھر افراسیاب نے اپنے دوہترے سہراب نوں فوجاں دی کمان سپرد کیتی۔ خونی جنگ دا ڈھڈھ بجھ گیا۔ دوہاں پاسیوں پہلوان نکلدے رہے تے ڈھیر ہندے رہے۔ آخر اوہ ویلا آ گیا کہ رُستم ہتھیاراں نال سج کے میدان وچ آ گیا۔ افراسیاب ولوں سہراب میدان وچ نکلیا۔ دو پہاڑاں دی ٹکر سی۔ سہراب دی ٹھاٹھاں ماردی جوانی تک کے رُستم نے اوہدا نسب نامہ پچھیا پر سہراب نوں اوہدی ماں تہمینہ نے نسب نامہ نہ دسن دی پکی کیتی سی۔ بڈھے پیو دے سامنے اوہدا جوان پتر للکار

رہیا سی، سہراب نے پہلے دن رُستم نوں میدان وچ ڈیگ دتا تے سینے اتے چڑھ گیا۔ پر رُستم نے اپنی بیتی عمر دے مشاہدے تے تجربے تے مکر نال اپنے آپ نوں بچالیا۔ فیصلہ اگلے دن اُتے جا پیا۔ رات رُستم نے اپنے رب دی بارگاہ وچ دعا کر کے اپنی ساری طاقت منگی۔

اگلے دن دوہاں لشکراں دے ساہمنے فیر پیو تے پتر گھلن لئی نکلے۔ اَج رُستم دی طاقت دی تاب سہراب نہ لے سکیا۔ ڈیگر ہوئی تاں رُستم نے سہراب نوں تھلے ڈیگ دتا تے اپنے پیو ڑاں دا خنجر سہراب دے سینے وچ کھوب کے للکر ماردیتی۔ سہراب دے سینے وچوں رَت دا فوارہ نکلیا تے رُستم دے متھے نوں رنگ گیا۔ رُستم نے خنجر کھچ کے دوجا وار کیتا۔ تاں سہراب دے ڈولے نال بدھا ڈھولنا ننگا ہو گیا۔ رُستم نے اپنا ڈھولنا سیہان لیا۔ رُستم دے ہتھ پیر پھل گئے۔ تریلیاں آ گئیاں۔ اکھاں اگے ہنیرا کھلر گیا۔ سہراب نے اُبھے ساہ لیندیاں رُستم نوں آکھیا۔

اے بڈھے پہلوان! توں ہن اپنی جان دی فکر کر۔ میں رُستم دا پتر ہاں میرے پیو نوں جدوں میری موت دا پتہ لگ گیا۔ تاں اوہ تیرے کولوں ضرور بدلہ لوے گا۔ رُستم لئی سارا جہاں سنجا ہو گیا سی۔ سہراب نے رُستم دا رومال کڈھ کے اپنے متھے دا مڑھکا پونجھیا تے دسیا کہ ایہہ رومال میرے پیو رُستم دی نشانی اے۔ رُستم نے اپنے تڑفدے پتر دا منہ چمیا پر اَجل ساہمنے کھلوتی مسکراندی ڈٹھی۔

کیانی بادشاہ دے خزانے وچ زرتشت دا طلسمی اک داروسی۔ جیہدا اپھٹ میلن وچ زمانے وچ جوڑ نہیں سی۔ رُستم نے اپنے گھوڑے رخش اتے بلاقی ماری تے اپنے تڑفدے پتر لئی مرہم لین لئی فارس ول گیا۔ دو بادشاہیاں دا ویری سی۔ کیانی بادشاہ اپنی ہٹ دا پکا نکلیا۔ رُستم نوں مرہم حاصل کرن وچ دیر ہو گئی۔ آخر جھپٹا مار کے رُستم نے دارو دی شیشی کھوہ لئی۔ رخش اتے بہہ کے جنگ دے میدان وچ اپڑیا پر سہراب تڑف کے ٹھنڈا ہو چکیا سی۔ رُستم لئی ایہہ سماں اک کرب سی۔ پتر دی موت اک نکی قیامت

سی۔ اوہنے ڈھاہ مار کے پتر دی لاش اتے وین کیتے۔ اپنے سر وچ مٹی دی مٹھ پائی اوہ اپنے پیوڑال دا خنجر اپنے سینے وچ مارن لگا۔ تاں اوہدے شاگرداں نے اگے وَدھ کے خنجر رُستم دے ہتھ وچوں کھوہ لیا تے رُستم نوں پھڑ پھڑا کے سیستان ول لے گئے۔ رُستم نوں پتر دا غم اجیہا چمبڑیا کہ اوہنے پہلوانی داہنر چھڈ دین دا، ارادہ کر لیا۔ رُستم اک گٹھے لگ گیا تے کئی سالاں تیکر اپنے پتر سہراب دی موت دا سوگ منایا تے فارس دے کیانی بادشاہ ولوں باغی ہو گیا۔

زمانے دے اتار چڑھا جاری رہے۔ اسفند یار دی شہ زوری دا چرچا پوری دُنیا تیکر اُپڑیا۔ اَسفند یار اُوہ سورما سی، جیہے توَران تے چین نال جنگاں لڑ کے فتح دا جھنڈا گڈیا سی۔ تے پیو کولوں تخت کھوہن دا چارہ کیتا سی۔ اسفند یار دے پیو نے ایس بغاوت پاروں ناراض ہو کے اوہنوں لوہے دیاں زنجیراں نال جُوڑ کے قید کر دتا سی۔ جدوں ایرانی فوجاں نوں ہار ہون لگی تاں گشتاسب نے اسفند یار نوں رہا کر دتا۔ اسفند یار نے ایران دے کھوہے صوبیاں نوں تورانیاں کولوں واپس لے لیا تے ایران د قومی جھنڈا (جیہڑا تورانیاں دے قبضے وچ سی) لے لیا۔ فتح دے بعد اسفند یار نے گشتاسب نوں اوہدا وعدہ یاد کرایا۔ تاں اوہنے ایہہ شرط رکھی کہ جے توں رُستم نوں (جیہڑا باغی ہو گیا اے) پھڑ کے لیاویں گا۔ تاں تخت تیرے حوالے کر دیواں گا۔ آخر گشتاسب دے بہادر پتر اسفند یار دی جنگ رُستم نال مِتھی گئی۔ بڈھاپے وچ وی رُستم نے اسفند یار نوں جانوں مار دتا۔ اسفند یار نے وی رُستم وانگوں ہفت خوان فتح کیتے سن۔ اسفند یار دے پتر دا ناں بہمن (اردشیر۔ یاں دراز دست) سی۔ اپنے دادے گشتاسب دے بعد تخت اتے بیٹھا۔ تاں رُستم دے بھرانوں لوبھ دے کہ اپنے ول کر لیا۔ رُستم دے بھرا نے بہمن دے کہن تے اک ٹوہیا کڈھ کے ککھاں نال کج دتا۔ تے اپنے بھرا نوں ورغلا کے اوہدے وچ ڈیگ کے جانوں مار دتا۔ سیستان دا ملک سنجا ہو گیا۔

کارنامیاں دی داستان فردوسی نے "شاہنامے" وچ تفصیل نال درج کیتا اے۔ ایہہ سیستان دے حاکم سام دا پوترا تے زال پہلوان دا پتر سی۔ رُستم دی ماں داناں روداب اے۔ جیہڑی کابل دے بادشاہ مہراب دی دھی سی۔ رُستم دی طاقت تے شجاعت دے کارنامے ایران تے توران دیاں لڑائیاں نال وابستہ نیں۔ رُستم بڑا بہادر تے شہ زور پہلوان سی، سرگی ویلے اٹھدا، جانگھیاں پاندا تے اپنے شاگرداں (پٹھیاں) نال اکھاڑے وچ جاندا، سینکڑے بیٹھکاں کڈھدا۔ ہزاراں ڈنڈ ماردا۔ کھوہ گیڑ کے کنالاں دھرتی پیاندا۔ مَوراں نال سہاگا بنھ کے اُتے دَرجناں شاگرد بٹھا کے کھچدا۔ ایہہ اگرز بڑا وزنی سی، اِنسانی رُوپ وچ اک جن سی، دیوسی، عفریت سی، اینھے ایران تے آلے دوالے دے پہلواناں نوں زیر کیتا۔ ایہدی طاقت تے شہ زوری تک کے ایران دے شہنشاہ نے رُستم نوں اُوہدی جدی جاگیر سیستان سپرد کیتی، شاہی انعامات، مالیاں تے فوج دا جھنڈا وی دتا۔ رُستم جوانی چڑھیا تاں اپنے پیو زال کولوں پہلوانی دے گر سکھے۔ ایہدی شاہ زوری، ٹھاٹھاں ماردی جوانی، ایہدے لئی اک شامت بن گئی۔ جدوں لاہنگ بھردا۔ وزن تے طاقت پاروں پہلاں گٹیاں فیر گوڈیاں تے فیر پٹاں تیکر کھب جاندا۔ آخر ایہنے مجبور ہو کے ساری کائنات دے سچے رب اگے دعا کیتی۔ کہ میری طاقت واپس لے لئی جاوے، پر جدوں مینوں لوڑ پوے، اُودوں عطا کردتی جاوے۔ ہاتف دی آواز نے رُستم دی دعا قبول ہون دی خوشخبری سنائی۔

ایران دیاں ساریاں فوجاں دی سپہ گری رُستم دے سپرد ہوئی۔ اک روز جشن بہاراں (یران دا قومی تہوار) وچ رُستم نے البرز پہاڑ دے لاگے اپنا گھوڑا رخش اک دریا دے کنڈھے چراندو چرن لئی کھلا چھڈ دتا۔ آپ زعفران تے بنفشے دے پھلاں وچ سوں گیا۔

اُٹھیا تاں گھوڑا نہ دسیا۔ سنبھان دا کھوج لاندا لاندا اک تورانی حاکم افراسیاب دے محل لاگے چلا گیا۔ افراسیاب دی دھی تہمینہ حوض وچوں نہا کے محل دی اتلی چھت

رُستم دا پیو ژال بوہت بڈھا ہو گیا سی۔ بہمن نے رُستم دے ملک سیستان اُتے حملہ کر دتا۔ ژال نے ہار من لئی۔ پر رُستم دے پتر فرامرز نے بہمن دا ڈٹ کے مقابلہ کیتا تے جنگ دے میدان وچ کم آیا۔ رُستم دے خاندان لئی ایہہ موت وی اک نکی قیامت سی۔ بہمن نے ژال دے بڑھاپے اُتے ترس کھا کے اُوہدا تاج تخت اُوہنوں واپس کر دتا۔ تے فارس وَل پرت آیا۔ اک روز ماژندران دے صحرا وچ شکار کھیڈ دیاں بہمن نوں اک زہری سپ نے کٹ لیا، تے اوہ مر گیا پھر بہمن دی دھی ہما تخت اُتے بیٹھی تے بتی سال تیکر راج کر دی رہی۔

ایہہ سی ایران دے پہلوان رُستم دی اَفسانوی کہانی دا نچوڑ۔ جیہڑا اپنے پتر سہراب نوں قتل کر کے ساری عمر پچھوتاندا رہیا۔ تہمینہ تے رُستم اُتے اِلیس غم دا اِک اِک لحہ قیامت بن کے وارَد ہندا رہیا۔ (❖ نکی قیامت: ۱۶۲ از فقیر اثر انصاری فیض پوری ❖)

ایہ کتاب لکھ تیار کیتی ، برکت پیر سعید رحمۃ اللہ علیہ سرکار دی اے
نظر پا سوہنے سینہ کھول دتا میری طاقت کیہ اوگنہار دی اے
لکھن والی طاقت نہ مُول مینوں ایہ تے نگاہ ابوالبیان سرکار دی اے
مجدّدی پیر سوہنے اُتوں جاں صدقے جس بانہہ پھڑی اَوگنہار دی اے

طالب شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ریاست علی مجدّدی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

فہرس المراجع والمصادر

﴿۱﴾ ابوداؤد شریف ﴿۲﴾ دلائل النبوۃ ﴿۳﴾ الخصائص الکبریٰ/از امام جلال الدین سیوطی ﴿۴﴾ حجۃ اللہ علی العالمین/از علامہ ابو یوسف نبہانی ﴿۵﴾ معارج النبوۃ/از ملا واعظ الکاشفی ﴿۶﴾ اُسد الغابہ/از علامہ ابن اثیر ﴿۷﴾ البدایہ والنہایہ/از علامہ ابن کثیر ﴿۸﴾ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از ابن ہشام ﴿۹﴾ کمبل پوش/از دائم اقبال دائم ﴿۱۰﴾ مواہب الدنیہ/از علامہ عسقلانی ﴿۱۱﴾ توصیفِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۲﴾ اوصافِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۳﴾ جن اور شیاطین کی دنیا ﴿۱۴﴾ تاریخ جنات اور شیاطین ﴿۱۵﴾ آلِ رسول ﴿۱۶﴾ نورُ الابصار ﴿۱۷﴾ تذکرہ شہادت ﴿۱۸﴾ رَوضۃُ الشُّھداء ﴿۱۹﴾ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم/از پیر محمد کرم شاہ الازہری ﴿۲۰﴾ سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم/از ڈاکٹر محمد طاہر القادری ﴿۲۱﴾ شیطان سے حفاظت ﴿۲۲﴾ تذکرہ غوثیہ ﴿۲۳﴾ زلف و زنجیر/از علامہ ارشد القادری ﴿۲۴﴾ تاریخ مشائخ نقشبندیہ/از صاحبزادہ عبدالرسول للّٰہی ﴿۲۵﴾ آگاہی سید امیر کلال ﴿۲۶﴾ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ/از نور بخش توکلی ﴿۲۷﴾ ملفوظاتِ اعلیٰحضرت ﴿۲۸﴾ رَوضۃُ القیّومیہ ﴿۲۹﴾ حضرت نوشہ گنج بخش قادری ﴿۳۰﴾ تذکرہ نوشہ گنج بخش ﴿۳۱﴾ کتاب کنز الرحمۃ ﴿۳۲﴾ شاہ فخر الفقر موہڑوی ﴿۳۳﴾ قربِ الٰہی ﴿۳۴﴾ پنجابی گلستاں/از دائم اقبال دائم ﴿۳۵﴾ بلاد الاولیاء ﴿۳۶﴾ سوانح حیات بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ/از علامہ منظور احمد نوری ﴿۳۷﴾ مہرِ مُنیر/سوانح حیات پیر مہر علی شاہ ﴿۳۸﴾ احیاء العلوم/از امام غزالی ﴿۳۹﴾ تلبیس ابلیس/از علامہ ابن جوزی ﴿۴۰﴾ شیطان کی حکایات/از مولانا محمد بشیر کوٹلوی

﴿۴۱﴾ بُستانِ صُوفیاء (مولانا محمد مرید احمد چشتی سیالوی) ادارہ ماہنامہ محراب و منبر، دربار چشتیہ منصوریہ شکریلہ شریف۔

﴿۴۲﴾ حیاتِ قلندر (قاری نور حسین رحمۃ اللہ علیہ شریف) دربار عالیہ شکریلہ شریف سرائے عالمگیر گجرات۔

﴿۴۳﴾ جواہر نقشبندیہ (محمد یوسف مجددی) مکتبہ انوار مجددیہ، ۵۰۵ سٹریٹ مین بازار منصور آباد فیصل آباد۔

﴿۴۴﴾ حضرت شیرِ اہلسنت (ڈاکٹر محمود احمد ساقی) ادارہ اہلسنت و جماعت لاہور۔

﴿۴۵﴾ تاج العارفین (پیر محمد اجمل چشتی فاروقی) مرکزِ تعلیماتِ فریدیہ، فرید منزل چشتیاں شریف بہاولنگر۔

﴿۴۶﴾ قطب لاہور (ڈاکٹر محمود احمد ساقی) ادارہ اہل سُنّت و جماعت لاہور۔

﴿۴۷﴾ نئی قیامت (فقیر اثر انصاری فیض پوری) سیٹھ آدم جی عبداللہ بمبئی والے تاجر کتب و ناشر قرآن مجید لاہور۔

﴿۴۸﴾ انوارِ قمریہ: ملفوظات خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ / ادارہ تعلیماتِ اسلاف لاہور۔

باعثِ تخلیقِ کائنات
کی دھوم
اویسی بک سٹال
باب جنت
بابِ امن
بہشتی دروازہ
ریاست علی مجددی
اویسی بک سٹال
فیض عالم پبلیکیشنز
پیپلز کالونی گوجرانوالہ
TAYYAB GRAPHICS 0321-4761150